قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعہ 12/ اگست 2022ء | 14/ محرم 1444ء ہجری قمری | 10/ ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 168

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۶﴾

(التوبہ: 36)

یقیناً اللہ کے نزدیک، جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے۔ اُن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا دین ہے۔ پس ان (مہینوں) کے دوران اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔ اور (دوسرے مہینوں میں) مشرکوں سے اکٹھے ہو کر لڑائی کرو جس طرح وہ تم سے اکٹھے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

فرمانِ رسولؐ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان کے روزے رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہیں، یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، اور اللہ سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ یوم عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی الصوم الدھر تطوعا حدیث نمبر: 2425)

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

’’ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسے یہودیوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے یوم عاشورہ کے روز کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: یہ کیسا روزہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آج کے دن ہی اللہ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے بچایا تھا۔ اور اس روز فرعون غرق ہوا تھا، نوح کی کشتی جُودی پہاڑ پر رکی تھی۔ نوح علیہ السلام نے اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر اس دن روزہ رکھا تھا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موسیٰ کے ساتھ تعلق کا سب سے زیادہ حقدار ہوں اور اسی وجہ سے اس دن روزہ رکھنے کا بھی میں زیادہ حقدار ہوں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کو بھی عاشورہ کا روزہ رکھنے کا فرمایا۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 359-360 مطبوعہ بیروت)

(خطبہ جمعہ یکم اپریل 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

’’تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ …بہت سارے دن منائے جاتے تھے۔ یوم عاشورہ ہے۔ میلاد النبیؐ تو خیر ہے ہی۔ میلاد حضرت علیؓ ہے۔ میلاد حضرت حسنؓ ہے۔ میلاد حضرت حسینؓ ہے۔ میلاد حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہے۔ رجب کے مہینے کی پہلی رات کو مناتے ہیں۔ درمیانی رات کو مناتے ہیں۔ شعبان کے مہینے کی پہلی رات مناتے ہیں۔ پھر ختم کی رات ہے۔ رمضان کے حوالے سے مختلف تقریبات ہیں اور بے تحاشا اور بھی دن ہیں جو مناتے ہیں اور انہوں نے اسلام میں بدعات پیدا کیں…‘‘

(خطبہ جمعہ 13/ مارچ 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

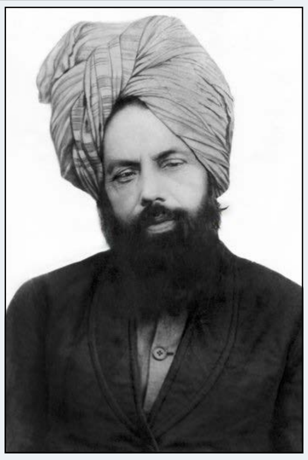

محرم اور بد رسومات

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے مختلف مواقع پر محرم کی رسومات کے حوالہ سے سوالات ہوئے وہ سوال و جواب حسبِ ذیل ہیں۔

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں، اِمامَین کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا: ’’عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسومات کا کرنا جائز نہیں ہے۔‘‘

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 253)

سوال پیش ہوا کہ محرم کے پہلے دس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟ فرمایا: ’’ضروری نہیں ہے۔‘‘

(بدر 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

سوال پیش ہوا کہ محرّم میں جو لوگ تابوت بناتے ہیں اور محفل کرتے ہیں اس میں شامل ہونا کیسا ہے؟ فرمایا: ’’گناہ ہے۔‘‘

(بدر 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا کہ محرم دسویں کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ لِلّٰہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا:

ایسے کاموں کے لیے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیوں کہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کرلیا ہے اس لیے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔

(بدر 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالویؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

خاکسار نے (حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں۔ ناقل) عرض کیا کہ میں نے بارہا صوفیاء کی مجلس حال و قال میں اور شیعہ وغیرہ کی مجالس محرم وغیرہ میں قصداً اس غرض سے شامل ہو کر دیکھا ہے کہ یہ اس قدر گریہ و بکا اور چیخ و پکار جو کرتے ہیں مجھ پر بھی کوئی حالت کم از کم رقت وغیرہ ہی طاری ہو مگر مجھے کبھی رقت نہیں ہوئی۔

جواب: حضور نے فرمایا کہ ان مجالس میں جو شور و شغب ہوتا ہے اس کا بہت حصہ تو محض دکھاوے یا بانی مجلس کے خوش کرنے کے لئے ہوتا ہے اور باقی رسم اور عادت کے طور پر بھی وہ ایسا کرتے ہیں کیونکہ اُن کا خیال ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر ایسا کرنا موجب ثواب ہے۔ لیکن مومن کے لئے رقیق القلب ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے نمازیں وقت پر اور خشوع خضوع سے ادا کرنا اور کثرت استغفار و درود شریف اور نمازوں میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کے وقت اھدنا الصراط المستقیم کا تکرار بطور علاج فرمایا۔

(سیرت المہدی روایت نمبر 1114)

اس شمارہ میں

- جشنِ آزادی (منظوم)
- ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- پھوپھی امۃ الحفیظ بقاپوری کے ساتھ چند یادیں
- گرمی کی چھٹیاں کیسے گزاریں؟
- نقشہ نویسی کی تاریخ اور ارتقاء

دربارِ خلافت

جاپان، گیانا، بیلجیئم کے مہمانوں کی آمد اور ان کے تاثرات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جاپان سے ایک خاتون، مینے ساکی ہیرو کو (Minesaki Hiroko) صاحبہ تشریف لائی تھیں۔موصوفہ پی ایچ ڈی ہیں۔ جاپان میں ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور جاپانی کے علاوہ انگریزی اور عربی زبان بھی جانتی ہیں۔مسلمان نہیں ہیں۔موصوفہ نے بتایا کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر بیحد خوش ہیں اور عرب احمدیوں سے مل کر اور جلسہ کے ماحول سے بیحد متاثر ہوئی ہیں۔ کہتی ہیں سونامی طوفان کے نتیجہ میں جاپان میں آنے والی تباہی کے موقع پر جماعت احمدیہ نے مذہب ونسل سے بالا ہو کر انسانیت کی بے انتہا خدمت کی ہے۔ جماعت کے عقیدے اور عمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جو کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں۔ گیانا سے ممبر آف پارلیمنٹ جو مسلمان ہیں، منظور نادر صاحب، یہ بھی شامل ہوئے تھے اور کافی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ لیبر کے منسٹر بھی رہ چکے ہیں۔ انڈسٹری اکاؤنٹس کے منسٹر بھی رہ چکے ہیں۔ اس وقت صدر گیانا کے پولیٹیکل افیئرز کے ایڈوائزر ہیں۔ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے انتظامات سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ یہ تینوں دن یہاں شامل ہوتے رہے۔ اور دوسرے دن جماعت کی ترقیات کی جو رپورٹ پڑھی جاتی ہے، اسے سن کر کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی دورانِ سال ترقی اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات سے بھی بہت متأثر ہوا ہوں۔ بیلجیم سے ایک غیر احمدی مہمان خاتون Miss Sels Annie Maria جلسے میں آئی تھیں۔ آئی ٹی کنسلٹنٹ ہیں اور کہتی ہیں کہ لوکل جماعت کے ایک ممبر کے ذریعہ سے ان کو جماعت کا تعارف حاصل ہوا۔ بقیہ معلومات جماعت کی ویب سائٹ سے حاصل کیں۔ ان کی دلچسپی کے مدّنظر بیلجیم جماعت نے اُن کو جلسہ سالانہ یوکے (UK) میں شمولیت کی دعوت دی۔ وہ یہاں آئیں۔ کہتی ہیں جلسہ کے دوران سارے پروگرام میں نے دیکھے، بھرپور شرکت کی اور اسی طرح یورپین احمدی خواتین کے ساتھ گھل مل گئیں۔ جامعہ احمدیہ میں ان کی رہائش تھی۔ ایک دن وہاں نماز تہجد ہو رہی تھی۔ وہ اکیلی اور پریشان حال بیٹھی تھیں۔ اُن کو نماز پڑھنی نہیں آتی تھی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نماز پڑھنا چاہتی ہیں؟ کہنے لگیں کہ ہاں مَیں نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ پھر ایک نومبایعہ نے اُن کو وضو کرنا سکھایا اور نماز کا طریق بتایا جس پر وہ نماز میں شامل ہو گئیں۔ پہلے دن انہوں نے جین اور شرٹ پہنی ہوئی تھی، جب جلسہ گاہ میں عورتوں کا لباس دیکھا تو اُن پر بڑا اثر ہوا اور انہوں نے مبلغ بیلجیم کی اہلیہ سے کہا کہ میں تو ایسا ہی لباس پہننا چاہتی ہوں۔ چنانچہ اُس خاتون نے جلسہ گاہ کے بازار سے زنانہ لباس خریدا اور وہ پہنا۔ میرے خطابات سننے کے بعد کہنے لگیں کہ حقیقی اسلام اور متقی کی صفات کے بارے میں جو خطبات دیئے ہیں یا خطابات کئے ہیں اُن کا مجھ پر گہرا اثر ہوا ہے۔ یہ خطابات سننے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ چنانچہ یہ عالمی بیعت میں شامل ہوئیں اور بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئیں اور مجھے ملی بھی تھیں۔ اللہ کے فضل سے بڑے ڈھکے ہوئے لباس میں تھیں۔ پس یہ جلسہ اپنوں اور غیروں سب پر روحانی ماحول کا اثر ڈالتا ہے۔ ایک سعید فطرت کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اسلام کی خوبیوں کا معترف ہو کر اُسے قبول کر لے۔ لیکن ہمارے مخالفین کو، اُن لوگوں کو جن کو دوسروں سے پہلے یہ حکم تھا، غیروں سے پہلے یہ حکم تھا کہ امام مہدی کو جا کر میرا سلام کہنا، برف کے پہاڑوں پر سے گزرنا پڑے تو گزر کر جانا اور سلام کہنا، اُن لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی عقل دے۔

پھر یہ دیکھیں کہ اکثریت نے، خاص طور پر جو غیر مہمان تھے، انہوں نے بچوں اور نوجوانوں اور بوڑھوں اور عورتوں کو جو مہمان نوازی کرتے ہوئے دیکھا ہے تو اُس کا اُن پر بڑا گہرا اثر ہوا ہے اور ان سب نے تقریباً اس کا ذکر کیا ہے۔ پس یہ خدمت کا جذبہ جو جماعت احمدیہ کے افراد میں ہے یہ بھی ایک خاموش تبلیغ ہے۔ ایک بچہ ہے اُس نے پانی پلایا اور آگے گزر گیا لیکن وہ ایک دل میں جو اثر قائم کر گیا اُس نے اُس دل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالا۔ اسی طرح کوئی نوجوان ہے، کسی کو کھانا کھلا رہا ہے، کوئی کار پارکنگ میں ہے تو خوش خلقی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور ایسے مظاہرے کرتے ہوئے پارکنگ کروا رہا ہے۔ لڑکے، لڑکیاں سکیننگ اور چیکنگ کر رہی ہیں تو بڑی خوش اخلاقی سے کر رہی ہیں۔ لجنہ نے ہر شعبہ میں اپنے انتظامات کئے جیسا کہ واقعات میں ذکر بھی ہوا ہے اور بڑے اچھے کئے۔ سہولت پہنچانے میں مصروف رہیں۔ تو یہ باتیں جہاں سب کارکنان کے لئے اپنوں کی دعاؤں کو حاصل کرنے والا بناتی ہیں، غیروں کو اسلام اور احمدیت کی حقیقت سے آگاہ کر رہی ہوتی ہیں اور اس خوبصورت تعلیم کا گرویدہ کر رہی ہوتی ہیں۔ پس ان تمام کارکنات اور کارکنان کا میں بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے گزشتہ سالوں کی نسبت اِس سال خاص طور پر نسبتاً زیادہ بہتر رنگ میں اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ڈیوٹیاں اور فرائض سرانجام دیئے۔ مجھے لوگوں کے جو تأثرات مل رہے ہیں اس میں اس سال پارکنگ کے شعبہ کے بڑے اچھے تاثرات ہیں۔ خدام پارکنگ کرواتے تھے، خوش اخلاقی سے حال پوچھتے تھے، تکلیف پر معذرت کرتے تھے۔ گرمی کی وجہ سے پانی وغیرہ کا پوچھتے تھے۔ ایک لکھنے والا یہ لکھتا ہے کہ کسی کو میں جانتا نہیں تھا لیکن یہ اخلاق دیکھ کر سفر کی آدھی تھکان اور کوفت جو تھی وہ دور ہو جاتی تھی۔ تو بس یہی ایک احمدی کا طرّہ امتیاز ہے اور ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان اعلیٰ اخلاق کو ہمیشہ قائم رکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 6/ ستمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جشنِ آزادی

جشنِ آزادی مبارک آج ہے چودہ اگست
یومِ آزادی مبارک آج ہے چودہ اگست

اپنا پرچم سبز پرچم اس پہ تارا اور ہلال
اپنا پرچم سب سے اُونچا اپنا پرچم لازوال

ارضِ پاکستان پر سایہ رہے رحمٰن کا
اس میں جاری ہو سدا علم و عمل قرآن کا

جشنِ آزادی مبارک آج ہے چودہ اگست
یومِ آزادی مبارک آج ہے چودہ اگست

قائدِ اعظم کو آزادی کے قائد کو سلام
ارضِ پاکستان کے پرچم کو قائد کو سلام

وادیوں کو کوہساروں کو پہاڑوں کو سلام
بہتے دریاؤں کو باغوں کو بہاروں کو سلام

جشنِ آزادی مبارک آج ہے چودہ اگست
یومِ آزادی مبارک آج ہے چودہ اگست

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام

دعاؤں میں گداز اور گریہ و زاری

قسط 32

ہر کہ عارف تراست ترساں تر

حضرت محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دعاؤں میں گداز اور گریہ و زاری کا اپنا ہی رنگ تھا۔ آپؐ اپنے رب کے سب سے زیادہ عاشق تھے۔ ذکر الٰہی آپؐ کی روحانی غذا تھی۔ لولاك لما خلقت الافلاك کا تاج سر پر تھا مگر پیشانی شکر گزاری میں خاک پر تھی رب کے محبوب تھے مگر ناز نہیں تھا عجز و نیاز تھا۔ آپؐ کی رفیق زندگی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہ حضورؐ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے ہر لمحہ ہر ساعت آپؐ یادِ خدا میں ڈوبے رہتے تھے۔

عبد اور معبود کے درمیان دعا خاموشی اور رازداری سے کی جاتی ہے۔ لیکن جب دل گداز ہو، درد حد سے بڑھ جائے تو آنکھ سے آنسو گرتے ہیں جو دوسروں کو نظر آجاتے ہیں۔ سسکیاں بھی بے اختیار ہوجاتی ہیں۔جس سے داعی کی کیفیت کھل جاتی ہے۔ ایسی ہی کچھ کیفیات درد و گداز اور انداز طلب چاہنے والوں کی نظر اور سماعت میں آیا اور انہوں نے روایت کرکے ہمارے لئے محفوظ کر لیا۔

جنگِ بدر معرکہٴ اسلام و کفر تھا ظاہری طاقت کا کوئی موازنہ نہ تھا۔ مگر خدائے عظیم و برتر نے فتح کی بشارتیں دی تھیں صادق الوعد خدا پر حق الیقین ہونے کے باوجود ایک دل انتہائی عاجزی سے اپنے مالک کے در پر جھکا ہوٴا تھا۔ جب قریش مکہ نے عام حملہ کر دیا۔

’’اس وقت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہایت رقّت کی حالت میں خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے دعائیں کر رہے تھے اور نہایت اضطراب کی حالت میں فرماتے تھے کہ: اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا اے میرے مالک! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج اس میدان میں ہلاک ہوگئی تو دنیا میں تجھے پوجنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ (بخاری و مسلم) اس وقت آپؐ اتنے کرب کی حالت میں تھے کہ کبھی آپؐ سجدہ میں گر جاتے تھے اور کبھی کھڑے ہوکر خدا کو پکارتے تھے اور آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھوں سے گر گر پڑتی تھی اور حضرت ابو بکرؓ اسے اٹھا اٹھا کر آپؐ پر ڈال دیتے تھے۔حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خیال آتا تھا تو میں آپ کے سائبان کی طرف بھاگا جاتا تھا لیکن جب بھی میں گیا میں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا اور میں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے یا حی یا قیوم یا حی و یا قیوم یعنی اے میرے زندہ خدا! اے میرے زندگی بخش آقا! حضرت ابو بکر آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہوئے جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی بے ساختہ عرض کرتے تھے

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ گھبرائیں نہیں۔ اللہ اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا۔

مگر اس سچے مقولہ کے مطابق کہ ہر کہ عارف تراست ترساں تر آپؐ برابر دعا اور گریہ و زاری میں مصروف رہے۔

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 361)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس شدید گریہ وزاری کی وجہ جانتے تھے فرمایا کہ:

’’بدر کی فتح کی پیش گوئی ہو چکی تھی، ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔یعنی ممکن ہے کہ وعدہٴ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 8 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے کہ مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ خاص طور پر مضطر اور مظلوم کی دعا عرش کے پائے ہلا دیتی ہے۔ دعا میں دل کا درد بے ساختہ الفاظ میں ڈھلتا ہے تکلف اور لفاظی نہیں ہوتی۔ مانگنے کا بھی ایک سلیقہ ہوتا ہے۔ دعا کی اصل روح، اپنے خالق حقیقی کو قادر مطلق یقین کرتے ہوئے، اس پر کامل توکل کرتے ہوئے، اسی کی طرف جھکنا اور فریاد کرنا ہے۔ عاجزانہ اعترافِ کم مائیگی کس طرح دل گداز الفاظ میں ڈھلتا ہے۔ بارگاہ ایزدی میں رسول اللہؐ عرض کرتے ہیں:

اے خدا! تُو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی قابل عبادت نہیں۔ تُو نے مجھے پیدا کیا اور مَیں تیرا بندہ ہوں۔ اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے کاموں کے خراب پہلو سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے احسانوں کا معترف اور اپنی کوتاہیوں کا اقراری ہوں۔ تیرے سوا کوئی پَردہ پوش نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ بھی خوشخبری دی تھی کہ آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف ہیں۔ لیکن کیا اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نمازیں پڑھنی یا استغفار کرنا یا دعائیں مانگنا بند کر دیا؟ ہرگز نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعاؤں کے دامن کو تھامے رکھا۔

حضرت عائشہؓ یہ روایت کرتی ہیں کہ:

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ یہ کھڑے ہو کر جو نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس پر مَیں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ پہلے بھی اور بعد کے بھی تو اب بھی اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کیا مَیں خدا کا عبدشکور نہ بنوں جس نے مجھ پر اتنا احسان کیا ہے۔ کیا مَیں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ سورۃ الفتح باب قولہ لیغفرلك اللّٰہ ما تقدم من ذنبك وما تأخر)

حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس تشریف لائے اور بستر پر لیٹ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ اپنے ربّ کی عبادت کرلوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو آپ کی خواہش کا احترام ہے اور آپ کا قرب پسند ہے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ تب آپ اٹھے۔ مشکیزہ سے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنی شروع کی اور اس قدر روئے کہ آنسو آپ کے سینے پر گرنے لگے اور نماز کے بعد دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپ کا دایاں ہاتھ آپ کی دائیں رخسار کے نیچے تھا۔ پھر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت بلالؓ بلانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا مَیں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور میں کیوں نہ روؤں کہ آج رات میرے رب نے یہ آیات نازل کی ہیں۔ وہ آیات ہیں آل عمران کی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۱﴾ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾ (آل عمران: 191-192) یعنی یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ:

ہم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مکّہ سے مدینہ واپس لوٹ رہے تھے جب ہم عَزْوَرَاء مقام پر پہنچے تو آنحضورؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر دعا کی۔ پھر حضور سجدہ میں گر گئے۔ اور بڑی دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ پھر سجدہ میں گر گئے۔ آپ نے تین دفعہ ایسا کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ مَیں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی اور اپنی امت کیلئے شفاعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ایک تہائی کی شفاعت کی اجازت دے دی۔ میں اپنے رب کا شکرانہ بجالانے کیلئے سجدہ میں گر گیا اور سر اٹھا کر پھر اپنے رب سے امت کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مزید ایک تہائی امت کی شفاعت کی اجازت فرمائی۔ پھر میں شکرانہ کا سجدہ بجالایا۔ پھر سر اٹھایا اور امت کیلئے اپنے رب سے دعا کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری امت کی تیسری تہائی کی بھی شفاعت کیلئے مجھے اجازت عطا فرمادی۔ اور میں اپنے رب کے حضور سجدہ شکر بجالانے کے لئے گر گیا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی سجود الشکر)

حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف روایت کرتے ہیں کہ:

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک دن مسجد میں تشریف لائے اور قبلہ رُو ہو کر سجدے میں چلے گئے۔ بہت لمبا سجدہ کیا۔ اتنا لمبا کہ مَیں آپ کو دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ بلکہ یہاں تک میری پریشانی بڑھی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی ہے۔ اس پریشانی کی حالت میں مَیں آپ کے قریب پہنچا تو آپ سجدہ سے اٹھ بیٹھے۔ آپ نے فرمایا کہ کون ہے؟ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ! مَیں عبد الرحمٰن ہوں۔ پھر مَیں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کا یہ سجدہ اتنا زیادہ لمبا ہوگیا تھا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کی روح تو قبض نہیں ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے تھے اور یہ خوشخبری دی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں فرماتا ہے کہ جو آپ پر درُود بھیجے گا اس پر میں رحمتیں نازل کروں گا۔ اور جو سلامتی بھیجے گا اس پر مَیں سلامتی نازل کروں گا۔ اس بات پر مَیں سجدہ شکر بجالا رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کر رہا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 512-513 حدیث نمبر: 1664 مسند عبد الرحمن بن عوف مطبوعہ بیروت ایڈیشن 1998ء)

آپؑ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ واٰلہ بعدد ھمّہ وغمّہ وحزنہ لھٰذہ الامّۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا اس ابتلا کے مقابلے پر جو آ چکا ہے اور اس کے مقابلہ پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

(ترمذی کتاب الدعوات۔ باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید)

اس رحمت عالمؐ کا انسانیت پر بڑا احسان ہے کہ بندے کو رب سے براہ راست دعا مانگنے کے آداب و الفاظ سکھا دئے۔

دعا کا طریق سکھایا کہ دعا حمد و ثنا اور درود شریف سے شروع کی جائے۔ اس بات کا یقین ہو کہ اللہ قادر مطلق ہے حضور قلب سے کی جائے دعا کے ساتھ صدقہ بھی دیں رزق حلال کھائیں۔یقین کامل ہو کہ دعا سنی جائے گی اور صبر سے دعا جاری رکھیں۔ اپنی ساری دعاؤں سے رہتی دنیا تک استفادہ کے لئے ایک جامع دعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّد، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ

(ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں انتہائی عاجزی سے دعائیں کرتے۔ آپؑ کو بھی ماموریت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کامیابی کے وعدے دئے تھے مگر ان وعدوں نے آپ کو مانگنے سے بے نیاز نہیں کیا۔ وہی سوز و گداز وہی اضطرار وہی پروردگار کے مجیب ہونے پر حق الیقین وہی عاجزی اور انکساری وہی خود کو آستانۂ الوہیت پر گرا دینا۔ آپؑ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 36 ایڈیشن 1988ء)

’’میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔‘‘

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 11)

آپؑ کو یہ یقین کامل تھا کہ:

دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 100)

’’خدا نے مجھے دعاؤں میں وہ جوش دیا ہے جیسے سمندر میں ایک جوش ہوتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 127)

الفاظ کا چناؤ پگھلے ہوئے دل کا غماز ہے۔ اور رحمت کو جوش میں لاتا ہے آپؑ اس کی اہمیت سے خوب واقف تھے فرماتے ہیں:

’’دعا کے لئے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے... اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو، دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 538)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ آپؑ کی دعا کا طریق بیان فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت صاحب مجلس میں بیعت کے بعد یا کسی کی درخواست پر دعا فرمایا کرتے تھے تو آپ کے دونوں ہاتھ منہ کے نہایت قریب ہوتے تھے اور پیشانی اور چہرہ مبارک ہاتھوں سے ڈھک جاتا تھا اور آپ آلتی پالتی مار کر دعا نہیں کیا کرتے تھے بلکہ دوزانو ہو کر دعا فرماتے تھے۔ اگر دوسری طرح بھی بیٹھے ہوں تب بھی دعا کے وقت دوزانو ہو جایا کرتے تھے۔ یہ دعا کے وقت حضور کا ادب الٰہی تھا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 161۔ روایت نمبر 736)

’’حضرت مولانا مولوی عبدالکریم نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ بیت الدُعا کے اُوپر میرا حجرہ تھا اور مَیں اُسے بطرزِ بیت الدُعا استعمال کیا کرتا تھا۔ اس میں سے حضرت مسیح موعود کی حالت دُعا میں گریہ و زاری کو سنتا تھا۔ آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح پر آستانۂ الٰہی پر گریہ و زاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِزہ سے بیقرار ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے غور سے سنا تو آپ مخلوقِ الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دُعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔ یہ خلاصہ اور مفہوم حضرت مولانا سیالکوٹی صاحبؓ کی روایت کا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود کی تکذیب اور انکار ہی کے باعث آیا مگر آپ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اِس قدر حریص تھے کہ اِس عذاب کے اُٹھائے جانے کے لئے باوجودیکہ دشمنوں اور مخالفوں کی ایک جماعت موجود تھی۔ رات کی سُنسان اور تاریک گہرائیوں میں رو رو کر دُعائیں کرتے تھے۔ ایسے وقت میں جبکہ مخلوق اپنے آرام میں سوئی ہے یہ جاگتے تھے اور روتے تھے۔ القصہ آپ کی یہ ہمدردی اور شفقت علیٰ خلق اللہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی۔‘‘

(سیرۃ مسیح موعود صفحہ 428)

’’حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں میں ہمیشہ یہ کوشش کرتا تھا کہ ہر مجلس میں اور ہر موقع پر حضرت صاحب کے قریب ہو کر بیٹھوں۔ بعض دفعہ جب کوئی دوست حضرت مسیح موعود کی خدمت میں دعا کی تحریک کرتے اور حضور اس مجلس میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو میں بہت قریب ہو کر یہ سننے کی کوشش کرتا کہ حضور کیا الفاظ منہ سے نکال رہے ہیں۔ بار بار کے تجربہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ ہر دعا میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے اور بعد میں کوئی اور دعا کرتے تھے۔‘‘

(سیرۃ مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 521)

حضرت اقدسؑ کی دردِ دل سے مانگی کچھ دعائیں پڑھئے۔

’’اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری آزمائشیں اور تکالیف دور کر دے اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غم سے نجات دے دے اور ہمارے کاموں کی کفالت فرما اور اے ہمارے محبوب! ہم جہاں بھی ہوں ہمارے ساتھ ہو اور ہمارے ننگوں کو ڈھانپے رکھ اور ہمارے خطرات کو امن میں تبدیل کر دے۔ ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا ہے۔ دنیا و آخرت میں تو ہی ہمارا آقا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

آپؑ اپنے دور کے علماء کے بارے میں دعا کرتے ہیں کہ

’’اے میرے رب! اے میرے رب! میری قوم کے بارہ میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارہ میں میرے تضرعات کو سن۔ میں تیرے نبی خاتم النّبییّن وشفیع المذنبین کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ اے میرے رب! انہیں ظلمات سے اپنے نور کی طرف نکال اور دوریوں کے صحراء سے اپنے حضور میں لے آ۔ اے میرے رب! ان لوگوں پر رحم کر جو مجھ پر لعنت ڈالتے ہیں اور اپنی ہلاکت سے اس قوم کو بچا جو میرے دونوں ہاتھ کاٹنا چاہتے ہیں۔ ان کے دلوں کی جڑوں میں ہدایت داخل فرما۔ ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما۔ انہیں بخش دے اور انہیں معاف فرما۔ ان سے صلح فرما۔ انہیں پاک و صاف کر اور انہیں ایسی آنکھیں دے جن سے وہ دیکھ سکیں اور ایسے کان دے جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل دے جن سے وہ سمجھ سکیں اور ایسے انوار عطا فرما جن سے وہ پہچان سکیں۔ اور ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے درگزر فرما کیونکہ یہ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں۔ اے میرے رب مصطفیٰ ﷺ کے منہ اور ان کے بلند درجات اور راتوں کے اوقات میں قیام کرنے والے مومنین اور دوپہر کی روشنی میں غزوات میں شریک ہونے والے نمازیوں اور جنگوں میں تیری خاطر سوار ہونے والے مجاہدین اور ام القریٰ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرنے والے قافلوں کا واسطہ! تو ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان صلح کروا۔ تو ان کی آنکھیں کھول دے اور ان کے دلوں کو منور فرما۔ انہیں وہ کچھ سمجھا جو تو نے مجھے سمجھایا ہے اور ان کو تقویٰ کی راہوں کا علم عطا کر۔ جو کچھ گزر چکا وہ معاف فرما۔ اور آخر میں ہماری دعا یہ ہے کہ تمام تعریفیں بلند آسمانوں کے پروردگار کے لئے ہی ہیں۔ اے رب العالمین میری دعا قبول فرما۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 23,22)

’’سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 30)

’’اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 4 صفحہ 5)

’’اے میرے محسن! اے میرے خدا! میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پرمعصیت اور پرغفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس گناہ سے نجات بخش کہ بغیر تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 نمبر 2 صفحہ 3)

’’اے خدا تعالیٰ قادر و ذوالجلال! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں تُو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے۔‘‘

(فتاویٰ مسیح موعود صفحہ 7 مطبوعہ 1935ء)

خانہ کعبہ میں آپ کی طرف سے دعا کرنے کے لئے دل گداز الفاظ

’’اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین! تو مجھ سے راضی ہو اور میرے خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل محبّین میں اٹھا‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 صفحہ 17-18)

خدا تعالیٰ نے خود آپؑ کو کچھ دعائیں سکھائیں:

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ یعنی ’’اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔‘‘ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہو گی۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 442-443)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208)

’’یا حفیظُ یا عزیزُ یا رفیق‘‘۔ یعنی اے حفاظت کرنے والے، اے عزت والے اور غالب، اے دوست اور ساتھی! فرمایا ’’رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسمائے باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔‘‘

(البدر جلد 2 نمبر 53 صفحہ 28 مورخہ 18/ستمبر 1903ء)

آپؑ کی اولاد کے لئے الٰہی بشارتیں موجود تھیں لیکن اس نے آپؑ کو دعاؤں سے بے نیاز نہیں کیا تھا۔ آپؑ کی نظم نثر میں دردمندی سے اولاد کے لئے دعائیں موجود ہیں:

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیاء ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(درثمین اردو)

گناہوں کی بخشش کی منظوم دعا

اے خداوند من گناہم بخش
سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم
پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن
بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

(درثمین فارسی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش اور اپنی درگاہ کی طرف میری رہنمائی فرما۔ میرے دل و جان کو روشنی عطا کر اور مجھے اپنے مخفی گناہوں سے پاک کر دے۔ میرے ساتھ محبت اور پیار کا سلوک فرما اور اپنی نگاہ کرم کے ساتھ سب عقدے کھول دے۔ دونوں جہاں میں تو ہی مجھے پیارا ہے اور میں تجھ سے صرف تجھے ہی مانگتا ہوں۔

بقیہ: الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی...... از صفحہ 9

یہ تھے وہ بابرکت اسیر جنہیں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس قید سے نکالا، بلکہ کروڑوں دلوں کی سلطنت کا بادشاہ بھی بنا دیا۔ اور آج آپ جس جانب بھی جاتے ہیں یہ عزت اور تکریم آپ کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ پھر چاہے وہ ملکوں کے ائیر پورٹ ہوں یا راستے۔ دیوان عام ہوں یا دیوان خاص۔ کیپیٹل ہل ہو یا یورپین پارلیمینٹ۔ ملکوں کے سربراہوں سے ملاقاتیں ہوں یا مذہبی راہنماؤں سے۔ ہر ایک جانب، ہر ایک راستے پر آپ کے ادب اور احترام کے لئے غیر معمولی اہتمام کیا جاتا ہے۔ پس اپنے امام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ دشمن اگر ہمیں قید کر بھی دے۔ اگر وہ ہمارے اموال اور جائیدادوں کو چھین بھی لے۔ اگر وہ ہمیں ملکوں سے ہجرت پر مجبور بھی کر دے۔ اگر وہ ہمارے خون بہا بھی لے تب بھی ہم حضرت خبیب کی طرح کے نمونے ہی دکھائیں گے اور وہی شعر پڑھتے ہوئے مقتل کی طرف جائیں گے جو انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے پڑھے تھے کہ:

لست ابالی حین اقتل مسلما
علیٰ ای شق کان للّٰہ مصرعی
و ذلك فی ذات الالٰہ و ان یشاء
یبارك فی اوصال شلو ممزع

کہ اے دشمنو! میں تو اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ جب میں قتل ہو کر زمین پر گروں گا تو کس پہلو پر گروں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم میری یہ موت اس معبود کی خاطر ہے جو اگر چاہے تو میرے ریزہ ریزہ بدن کو بھی برکتوں سے بھر سکتا ہے۔

پس اے معاندین احمدیت! یاد رکھو اور کان کھول کر سن لو کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے جس کی پشت پر اس کی حفاظت کے لئے ایک طاقتور خدا کھڑا ہوا ہے۔ اور خدا کو ہرگز شکست نہیں دی جاسکتی۔ مامور زمانہ کے قائم کردہ اس قلعے کو جو خلافت احمدیہ کے زیر نگرانی مستحکم کھڑا ہے ہرگز ہرگز ہلایا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ ہمارا ایمان بھی ہے اور گزشتہ سوا سو سال کی تاریخ بھی۔

وہ لوگ جو ہمیں دائرہ اسلام سے نکالنے پر نازاں تھے دنیا میں نکل کر دیکھیں تو انہیں نظر آئے گا کہ ہم نے کروڑوں لوگوں کو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی غلامی کے دائرے میں شامل کر دیا ہے۔

وہ جو احمدی اذان بند کرنے پر مصر تھے کان کھول کر سنیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں افریقہ سے لے کر یورپ تک اور امریکہ سے آسٹریلیا تک اللہ کا نام بلند کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے۔

وہ جو احمدی مساجد کو مسمار کر کے خوش تھے انہیں خبر ہو کہ آج ہم دنیا بھر میں سینکڑوں، ہزاروں مساجد بنا چکے ہیں۔

وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا قرآن سے کوئی تعلق نہیں رہا جان لیں کہ ہم وہ جماعت ہیں جو قرآن کریم کے 76 زبانوں میں تراجم شائع کر چکے ہیں۔

وہ جو ہمیں کلمہ طیبہ کے بیج اپنے سینوں پر سجانے سے روک رہے تھے آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ ہم نے صرف اپنے سینوں پر ہی نہیں بلکہ دنیا کے کروڑوں دلوں کے اندر بھی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس طرح سے لکھ دیا ہے کہ ہزار کوشش سے بھی اسے نوچا یا مٹایا نہیں جا سکتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے وہ فضل ہیں جو ہمیشہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ جیسے ابرہہ پر ہونے والی کنکریوں کی بارش کو کوئی نہیں روک سکتا تھا ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی اس بارش کو بھی کوئی روک نہیں سکتا۔ تاریخ مذاہب میں یہ دونوں بارشیں ہمیشہ سے جاری ہیں اور ہمیشہ جاری رہیں گی۔ فیصلہ ہر ایک کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ کس بارش کے نیچے کھڑا ہونا چاہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دشمنوں کی تدبیروں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائینگے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادے کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر اور بدقسمت دولت مند دنیا داروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں؟ صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔ اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔۔۔۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 27

سوال:۔ نکاح میں لڑکی کی طرف سے اس کے بہنوئی کے بطور ولیٔ نکاح تقرر کی بابت نظارت اصلاح ارشاد رشتہ ناطہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 30 اگست 2020ء میں درج ذیل ہدایات فرمائیں:۔

جواب:۔ لڑکی کے نکاح کیلئے اس کے والد یا بھائی کے موجود نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کے عصبی رشتہ داروں میں سے جو درجہ کے لحاظ سے اس کے زیادہ قریب ہو گا وہی اس کا ولی ہو گا، بشرطیکہ وہ لڑکی کے مفاد کو ہر اعتبار سے پیش نظر رکھنے والا ہو جیسا کہ خود لفظ ولی اس امر کا تقاضا کرتا ہے۔

لیکن اگر لڑکی کا کوئی عصبی رشتہ دار بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں پھر خلیفۃ المسیح اس کے ولی ہیں اور ایسی بچی کے نکاح کیلئے وکیل کا تقرر نظام جماعت کے ذریعہ ہو گا اور یہی جماعت احمدیہ کا دستور ہے۔

سوال:۔ شرطی طلاق کی بابت محترم ناظم صاحب دارالافتاء ربوہ کی ایک رپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 25 ستمبر 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔ میرے نزدیک تو شرطی طلاق کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات بہت واضح ہیں اور ان حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسی طلاق جس میں کوئی شرط رکھی گئی ہو، اس شرط کے پورا ہو جانے پر یہ طلاق مؤثر ہو جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جن ارشادات کا ذکر فرمایا ہے، وہ قارئین کے استفادہ کیلئے ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔ (مرتب)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

شرطی طلاق:۔ اس پر فرمایا کہ اگر شرط ہو کہ فلاں بات ہو تو طلاق ہے اور وہ بات ہوجائے تو پھر واقعی طلاق ہوجاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ اگر فلاں پھل کھاؤں تو طلاق ہے اور پھر وہ پھل کھالے تو طلاق ہوجاتی ہے۔

(البدر نمبر 21 جلد 2 مؤرخہ 12جون 1903ء صفحہ 162)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب (محمد حسین بٹالوی۔ ناقل) کا یہ عقیدہ کسی طرح بھی صحیح اور درست نہیں ہے کہ حدیث قرآن شریف پر مقدم ہے۔ ناظرین! سننے کے لائق یہ بات ہے کہ چونکہ قرآن شریف وحی متلو ہے اور تمام کلام مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جمع ہو چکا تھا اور یہ کلام الٰہی تھا۔ اور حدیث شریف کا ایسا انتظام نہیں تھا اور نہ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھی گئی تھیں۔ اور وہ مرتبہ اور درجہ جو قرآن شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کو نہیں ہے کیونکہ یہ روایت در روایت پہنچی ہیں۔ اگر کوئی شخص اس بات کی قسم کھاوے کہ قرآن شریف کا حرف حرف کلام الٰہی ہے اور جو یہ کلام الٰہی نہیں ہے تو میری بیوی پر طلاق ہے تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق وارد نہیں ہوسکتا۔ اور جو حدیث کی نسبت قسم کھالے اور کہے کہ لفظ لفظ حرف حرف حدیث کا وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر نہیں ہے تو میری جورو پر طلاق ہے تو بے شک وشبہ اس کی بیوی پر طلاق پڑ جاوے گا۔ یہ حضرت اقدس کی زبانی تقریر کا خلاصہ ہے۔

(تذکرۃ المہدی، مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ صفحہ 161 مطبوعہ جون 1915)

ارشاد حضرت مصلح موعودؓ

ایک صاحب نے اپنی بیوی کو لکھا کہ اگر میں تمہیں اس مکان پر بلاؤں یا تم خود آؤ تو تم پر طلاق۔ اب وہ اپنی بیوی کو اس مکان پر بلانا چاہتے ہیں۔ جواب لکھا گیا کہ اس مکان میں آجانے پر ایک طلاق واقع ہو گا۔ جس سے اُسی وقت بلا نکاح رجوع ہوسکتا ہے۔ اگر مدت گزر جائے تو پھر بالنکاح رجوع ہو گا۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان جلد 2 نمبر 113 مؤرخہ 14 مارچ 1915ء صفحہ 2)

سوال:۔ ایک دوست نے دریافت کیا ہے کہ کیا نفس اور روح ایک ہی چیز ہے؟ نیز خطبہ عید کے حوالہ سے دارقطنی میں مندرج ایک حدیث کہ حضور ﷺ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کیلئے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، تحریر کر کے دریافت کیا ہے کہ کیا یہ حدیث درست ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 اکتوبر 2020ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات تحریر فرمائے:۔

جواب:۔ قرآن کریم میں روح اور نفس کے الفاظ مختلف جگہوں پر مختلف معانی میں آئے ہیں۔ روح کا لفظ کلام الٰہی، فرشتوں، حضرت جبرائیل، انبیاء اور اس روح کے معانی میں بیان ہوا ہے جو بحکم الٰہی ایک خاص وقت پر انسانی قالب میں نمودار ہوتی ہے۔ جبکہ نفس کا لفظ جان، سانس، شخص، ذی روح چیز، دل، ہستی اور شعور وغیرہ کیلئے استعمال ہوا ہے۔

لغوی اعتبار سے روح کا لفظ اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جس کے ذریعہ نفوس زندہ رہتے ہیں۔یعنی زندگی۔ اسی طرح روح کا لفظ پھونک، وحی و الہام، جبرائیل، امر نبوت، خدا تعالیٰ کے فیصلہ اور حکم کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ نیز جسم کے مقابل پر ایک چیز جو حیوان کو باقی چیزوں سے ممتاز کرتی اور انسان کو باقی حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے اور جو انسان کو باخدا بنا دیتی ہے اسے بھی روح کہا جاتا ہے۔

جبکہ نفس کا لفظ لغوی اعتبار سے جسم، شخص، روح، جسم اور روح کا مجموعہ انسان، عظمت، عزت، ہمت، ارادہ، خود وہی چیز اور رائے وغیرہ کیلئے بولا جاتا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے نفس اور روح میں ایک فرق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نفس پر قابو پانے، اس کی اصلاح کرنے اور اس میں تبدیلی پیدا کرنے کی ایک حد تک قدرت اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے نفس کی تین حالتیں (امارہ، لوامہ اور مطمئنہ) بیان فرمائی ہیں۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ بہادر وہ نہیں جو کُشتی میں مدمقابل کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ جبکہ روح کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھا ہے اور انسان کو اس پر قدرت نہیں دی۔ جیسا کہ فرمایا قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا (بنی اسرائیل:86) یعنی تو کہہ دے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اسی طرح اسلام نے روح کے بارہ میں سوالات کرنے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی تصنیف نور الحق میں سورۃ النبا کی آیت یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا ۟ۙ لَّا یَتَکَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (النبا:39) کی تفسیر میں روح کے معانی بیان فرماتے ہوئے ساتھ نفس کا ذکر بھی فرمایا ہے۔جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، نیز حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے دونوں کا فرق بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس آیت میں لفظ روح سے مراد رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی جماعت مراد ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہوتے ہیں... اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو روح کے لفظ سے یاد کیا یعنی ایسے لفظ سے جو انقطاع من الجسم پر دلالت کرتا ہے۔ یہ اس لئے کیا کہ تا وہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ وہ مطہر لوگ اپنی دنیوی زندگی میں اپنے تمام قوتوں کی رو سے مرضات الٰہی میں فنا ہو گئے تھے اور اپنے نفسوں سے ایسے باہر آ گئے تھے جیسے کہ روح بدن سے باہر آتی ہے اور نہ ان کا نفس اور نہ اس نفس کی خواہشیں باقی رہی تھیں اور وہ روح القدس کے بلائے بولتے تھے نہ اپنی خواہش سے اور گویا وہ روح القدس ہی ہو گئے تھے جس کے ساتھ نفس کی آمیزش نہیں۔ پھر جان کہ انبیاء ایک ہی جان کی طرح ہیں... وہ اپنے نفس اور اپنے جنبش اور اپنے سکون اور اپنی خواہشوں اور اپنے جذبات سے بکلی فنا ہو گئے اور ان میں بجز روح القدس کے کچھ باقی نہ رہا اور سب چیزوں سے توڑ کے اور قطع تعلق کر کے خدا کو جا ملے پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس آیت میں ان کے تجرد اور تقدس کے مقام کو ظاہر کرے اور بیان کرے کہ وہ جسم اور نفس کے میلوں سے کیسے دور ہیں پس ان کا نام اس نے روح یعنی روح القدس رکھا تا کہ اس لفظ سے ان کی شان کی بزرگی اور ان کے دل کی پاکیزگی کھل جائے اور وہ عنقریب قیامت کو اس لقب سے پکارے جائیں گے تا کہ خدا تعالیٰ لوگوں پر ان کا مقام انقطاع ظاہر کرے اور تا کہ خبیثوں اور طیبوں میں فرق کر کے دکھلا دے اور بخدا یہی بات حق ہے۔

(نور الحق حصہ اوّل صفحہ 73-74 ایڈیشن اوّل)

جہاں تک خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث کا تعلق ہے تو یہ حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔

یہ بات درست ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بناء پر علماء وفقہاء نے خطبہ عید کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حضور ﷺ نے عید کیلئے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی

اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر عید کیلئے جائے۔ اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

سوال:۔موبائل فونز کی مختلف Apps کے ذریعہ آن لائن پیسہ لگا کر پیسہ جیتنے کے کھیل میں شامل ہونے نیز چھوٹے بچوں کی سالگرہ منانے اور سوشل میڈیا پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کے متعلق سوالات پر مبنی محترم ناظم صاحب دارالقضاء قادیان کے خط کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 اکتوبر 2020ء میں درج ذیل جوابات ارشاد فرمائے۔حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ان دونوں سوالوں کا قضاء کے ساتھ تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن آپ کے علم کیلئے جواب دے رہا ہوں کہ کسی بھی صورت میں اس طرح پیسہ لگا کر کھیلنا جس میں ہارنے کی صورت میں اپنا پیسہ ضائع ہو جائے اور جیتنے کی صورت میں کچھ زائد ملے جوا کہلاتا ہے جسے اسلام نے کلّیۃً حرام قرار دیا ہے۔ یہ کھیل چاہے آمنے سامنے بیٹھ کر کھیلا جائے، یا لاٹری کی شکل میں کھیلا جائے یا مختلف Apps کے ذریعہ آن لائن پیسہ لگا کر کھیلا جائے، تمام صورتوں میں جوا ہی کہلاتا ہے جو منع ہے۔

گھر پر چھوٹے بچوں کی گھر والوں کے ساتھ اس طرح سالگرہ منانا اور کیک وغیرہ کاٹ لینا جس میں کسی قسم کی بدعت شامل نہ ہو، فضول خرچ نہ ہو اور کوئی غیر اسلامی حرکت نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ کچھ صدقہ بھی دینا چاہئے اور بچوں کو یہ بھی تلقین کرنی چاہئے کہ وہ اس روز خاص طور پر نوافل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کریں کہ اس نے انہیں صحت والی زندگی عطاء فرمائی اور آئندہ زندگی کیلئے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگیں۔

سوال:۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا کی Virtual ملاقات مؤرخہ 19 دسمبر 2020ء میں ناصرات کی تربیت کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔شروع میں ہی بچیوں کو بتائیں کہ تمہارا لباس حیا دار ہونا چاہئے۔ جب وہ بڑی ہوں اور لجنہ میں شامل ہوں تو پھر ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ حیا دار لباس کے ساتھ حجاب کا حکم بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ہے، قرآن کریم میں ہی ہے۔ تو جو بچپن سے ان کو ٹریننگ دیں گی تو تبھی وہ لجنہ میں آکے اور معیار کبیر کی ناصرات بن کے حیا دار لباس پہنیں گی۔ ان کو بچپن میں بتائیں کہ ابھی عمر چھوٹی ہے لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اس لئے تم لوگ حیا دار لباس پہنو۔ پھر جب بڑی ہوں تو حیا دار لباس کے ساتھ حجاب بھی ہو۔ جب حجاب ہوتا ہے تو حجاب خود اثر ڈال رہا ہوتا ہے بہت ساری برائیوں سے (بچانے کیلئے) اور Mixing Up سے، مردوں کے ساتھ باتیں کرنے سے اور ان کے ساتھ دوستیاں لگانے سے۔ جو لڑکیاں یونیورسٹی اور کالج میں جاتی ہیں ان کو خود ہی احساس پیدا ہو رہا ہوتا ہے کہ ہمارا حجاب جو ہے اس کا ہم نے پاس کرنا ہے۔ تو اگر بچپن سے آپ تربیت کر دیں، ناصرات کی عمر میں تو لجنہ کے سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ لجنہ کو کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ اس لئے بہت بڑا کام ہے جو ناصرات کا ہے۔ تو ابھی سے تربیت کر لیں تو بڑی اچھی بات ہے۔ کیونکہ جب کالج اور یونیورسٹی میں یہ لڑکیاں جائیں گی تب ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ ہم کیا ہیں؟ پھر ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ بہت ساری بچیوں کو یہی نہیں پتہ، قرآن بھی پڑھا دیتی ہیں، حدیث بھی پڑھا دیتی ہیں لیکن ان کو یہی نہیں پتہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیوں آئے؟ جب ہمارے پاس قرآن بھی ہے، ہمارے پاس حدیث بھی ہے، ہمارے پاس آخری رسول بھی ہے، ﷺ۔ تو مسیح موعود کی ضرورت کیا ہے؟ یہ باتیں بچپن سے ہی پتہ ہونی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود آئے تو کیوں آئے اور کس لئے آئے؟ اس لئے آئے کہ یہ بھی آنحضور ﷺ کی ہی پیشگوئی تھی۔ اس کو پورا کرنے آئے۔ تو یہ چیزیں جو ہیں یہ بچپن سے ذہنوں میں ہونی چاہئیں۔ اور جب یہ بنیادی چیزیں ہوں گی تو تبھی وہ آگے بڑھیں گی۔ بڑے بڑے مسائل تو لوگ سیکھ ہی لیتے ہیں۔ بنیادی چیزیں ان کو سکھا دیں، یہ پتہ ہو کہ میرا ایمان کیا ہے، میں کیوں احمدی ہوں، میری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اور اس کے بعد پھر دیکھیں کہ آپ کی لجنہ کی اگلی نسل جو آئے گی وہ اس سے بہت بہتر ہو گی جو موجودہ لجنہ کی نسل ہے۔

سوال:۔اسی Virtual ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک سوال کے جواب میں ٹیم ممبر کے طور پر کام کرنے اور دوسروں کو ٹریننگ دینے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔خود کام کرنا اور اچھا کام کرنا کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ یہ آپ کی ایک Personal کوالٹی ہے، جو ٹھیک ہے۔ خود کام کر لیا، اچھا کام کر لیا، اچھی رپورٹیں دیدیں، بہت اچھا کیا۔ لیکن اس کے ساتھ اگر آپ نے اپنی ٹیم نہیں بنائی۔ اپنی سیکنڈ لائن نہیں بنائی جو آپ کے کام کو بعد میں سنبھال سکے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ خود کام کرنا اصل کام نہیں ہے، اصل کام یہ ہے کہ اس کام کو جاری رکھنے کیلئے اپنی ایک ٹیم بنانا اور ایک سیکنڈ لائن کا تیار کرنا تا کہ جب آپ کی عمر بڑی ہو جائے (میں نہیں کہتا کہ آپ عمر کی بڑی ہو چکی ہیں) لیکن جب آپ کی عمر بڑی ہو جائے تو پھر کم از کم دوسری کام کرنے والیاں آپ کو مل سکیں۔ تو ہر لجنہ سیکرٹری جو یہاں بیٹھی ہے اس کا کام ہے۔ یہ نہ دیکھے کہ میری عمر چالیس سال ہے یا پینتالیس سال ہے یا پینتیس سال ہے یا پچاس سال ہے۔ آپ نے پھر بھی اپنی ایک سیکنڈ لائن تیار کرنی ہے۔ ٹھیک ہے؟ اور یہی احساس صدر صاحبہ کو ساری مجالس میں جو آپ کے ملک میں ہیں، ان کے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ اور ان کی سیکرٹریان کو اور صدرات کو بھی کہنا چاہئے تا کہ آئندہ آپ کو کام سنبھالنے والیاں ملتی چلی جائیں جن کو سسٹم کا بھی پتہ ہو۔ جب کام سر پہ پڑتا ہے تو آدمی سنبھال ہی لیتا ہے یہ تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے پاس لائحہ عمل ہے، آپ کے پاس دستور اساسی ہے، آپ کام کر لیں گی لیکن اگر آپ پہلے سے سسٹم میں Involve ہیں تو جب آپ پہ نئی ذمہ داری پڑے گی تو آپ اس کام کو بہتر طریقے سے سنبھال سکیں گی۔

سوال:۔سیکرٹری صاحبہ تبلیغ کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔رپورٹیں لینے کیلئے بیعتیں نہیں کرانی۔ اس لئے تبلیغ کرنی ہے کہ ہمیں ان لوگوں سے ہمدردی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے قریب لائیں اور اس ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہم ان کو اسلام کا صحیح پیغام پہنچائیں۔ اور پھر اس کا تقاضا ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنے آپ کو بھی Improve کریں اور اپنا بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ سیکرٹری تبلیغ کا اپنا بھی براہ راست اللہ سے تعلق ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔

سوال:۔اسی Virtual ملاقات مؤرخہ 19 دسمبر 2020ء میں اس سوال کہ ہم اپنی میٹنگز میں حاضری کس طرح بڑھا سکتے ہیں؟ کا جواب عطاء فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جواب:۔بس پیچھے پڑے رہیں، پیار سے سمجھاتے رہیں۔ عہدیدار بن کے لوگوں کے پیچھے نہ پڑیں۔ بڑی بہن بن کے پڑیں یا چھوٹی بہن بن کے پڑیں، اماں بن کے پیچھے پڑی رہیں تو لوگ آجائیں گے۔ ہمارا کام ہے مستقل کہتے رہنا۔ میٹنگز میں دلچسپی کے پروگرام بھی رکھا کریں۔ انہیں کو Improve کریں جو نہیں آتیں، انہیں سے تقریر کروا دیا کریں تو آپ ہی آجائیں گی۔

دعا کا تحفہ

فیصلہ برحق طلب کرنے کی دعا

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کو کوئی جنگ درپیش ہوتی تو اس موقع پر بالخصوص یہ دعا کرتے۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 4 صفحہ 342)

رَبِّ احۡکُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ

(الانبیاء:113)

اے میرے رب! تو حق کے مطابق فیصلہ کر دے اور ہمارا رب تو رحمان ہے اور (اے کافرو!) جو تم باتیں کرتے ہو ان کے خلاف اسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 30)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے

تقریر برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ

(الصّف: 9)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں.

تاریخ مذاہب ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی مامور کو دنیا میں بھیجا جاتا ہے انسانیت ابتدائی طور پر دو اور بعد ازاں تین گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک گروہ کے افراد سچائی کو تسلیم کر کے احسن تقویم بن جاتے ہیں تو دوسری جانب مکذبین اسفل سافلین میں گرا دیئے جاتے ہیں۔ آدمؑ کے مقابلے پر ابلیس سر اٹھاتا ہے، ابراہیمؑ کو مٹانے کے لئے نمرود آگ بھڑکاتا ہے، اور موسیٰؑ کے مقابل پر فرعون پوری طاقت کے ساتھ نکل کر سامنے آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو ابو لہب اور ابو جہل جیسے بہت سے کردار حق کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اپنے منہ کی پھونکوں سے اس آسمانی نور کو مٹا دیں۔ لیکن ایسے لوگ ہمیشہ ناکام و نامراد کر دیئے جاتے ہیں اور ان کے منصوبے پارہ پارہ کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں بھی وہی لوگ غالب آئے جنہوں نے اپنے سر اطاعت کے لئے جھکا دیئے اور اپنے ہاتھ غلامی کی بیعت کے لئے آگے بڑھا دیئے۔ پس ان سروں پر تاج رکھے گئے اور ان ہاتھوں میں بادشاہوں کے کنگن دے دیئے گئے اور انہیں زمین کا وارث بنا دیا گیا۔ لیکن ان ترقیات کے ساتھ ہی ایک تیسرا گروہ بھی پیدا ہو جاتا ہے جو منافقت اور مداہنت بھری باتوں کے ذریعہ الٰہی جماعتوں کو نقصان پہنچانے کے لئے سرگرم ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ بن ابی نے بھی یہی کام کیا تھا، عبد اللہ بن سبا نے بھی ایسی ہی تحریکات چلائی تھیں لیکن انجام کار فتح مومنوں کا ہی مقدر بنی۔ حیرت ہوتی ہے کہ آج کے مکذبین اور فتنہ پرداز یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی مداہنت بھری باتوں سے کسی مومن کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ جب اس طرح کے بدقسمت لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر، ذات پر، الہامات پر اور نظام جماعت پر بعض اعتراض اٹھا کر ہنسی، ٹھٹھا اور استہزاء کرتے ہیں تو وہ یہ بھول جاتے ہیں اس قسم کے تمام الزام، اعتراض، تہمتیں اور بہتان سابقہ انبیاء اور ان کی جماعتوں پر بھی لگائے جا چکے ہیں اور قرآن نے ہماری ہدایت کے لئے انہیں محفوظ بھی فرما دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ:

اگر انسان کے اپنے دل میں نور نہ ہو تو اسے تو قرآن بھی ہدایت نہیں دے سکتا کیونکہ وہ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ہے۔

اگر کسی آنکھ میں نفرت کا سمندر موجزن ہو تو اسے تو محمد مصطفیٰؐ کا نور بھی نظر نہیں آتا حالانکہ آپ سراج منیر یعنی روشن سورج ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس مخالفت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کہ کسی نے ٹھگ کہہ دیا، کسی نے دکاندار اور کافر اور بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں، مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔

(الحکم جلد 5 مورخہ 24 جنوری 1901)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت سے چند سال پہلے جب ابرہہ خانہ کعبہ کو گرانے کے ارادہ سے مکہ پہنچا تو اس کے دستوں نے مکہ کے نواح سے بعض اونٹ اپنی تحویل میں لے لئے جو حضرت عبد المطلب کی ملکیت تھے۔ عبد المطلب اس کے لشکر میں گئے اور اس سے کہا کہ آپ کے سپاہی میرے اونٹ پکڑ کر لے آئے ہیں، انہیں میرے حوالے کر دیا جائے۔ ابرہہ نے غصہ سے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تمہیں اپنے اونٹوں کی تو فکر ہے لیکن میں جو تمہارا مذہبی مرکز مٹانے آیا ہوں اس کی تمہیں کوئی بھی پرواہ نہیں ہے؟ حضرت عبد المطلب نے بڑی جرأت سے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے ان کی فکر ہے اور میں آپ کو یہی بتانا چاہتا تھا کہ اس گھر یعنی خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے اور وہ مالک اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا اور پھر تاریخ انسانی میں ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی کی داستان عبرت ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دی گئی۔ جبکہ خانہ کعبہ اپنی پوری شان کے ساتھ آج بھی نہ صرف قائم ہے بلکہ ہر دور میں اس کی ترقیات میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الفیل میں اس طاقتور لشکر کی تباہی کا واقعہ چند فقروں میں سمیٹ کر اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ پیغام دے دیا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر لے اس کی خاطر وہ ایک غیرت رکھتا ہے اور ایک طاقتور بادشاہ کی طرح خود اس کی حفاظت فرماتا ہے، پھر خواہ وہ مِٹی کا بنا ہوا ایک گھر ہی کیوں نہ ہو۔ بالکل اسی طرح وہ جماعتیں جو اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب ہو کر الٰہی جماعتیں بن جاتی ہیں، ان کی مخالفت پر بھی اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی ہر ایک تدبیر کو ناکام کر کے دکھاتا ہے اور اس سنت اللہ میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی کہ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ یقیناً اللہ ہی کا گروہ غالب آنے والا ہے

پس یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک جماعت جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ ہو، وہ مخالفت کی آندھیوں سے ڈر جائے۔ وہ دشمن کے مظالم سے گھبرا جائے۔ وہ سرکش اور شیطان لوگوں کی سرکشی کے سبب دل ہار دے۔ وہ بھوک، پیاس اور خوف کی وجہ سے اپنے بڑھتے قدم روک لے۔ اور اپنی جان و مال کی آزمائش کے وقت پیچھے ہٹ جائے۔ کیونکہ یہی تو وہ امتحانات ہیں جن سے گزرتے ہوئے الٰہی جماعتیں اپنی ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس مخالفت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر آنحضرت ﷺ کی بعثت کے دن ہی سارا مکہ آمنّا وصدقنا کہہ کر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی۔ جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 226)

اگر ہم اسلام کے دور اول کو دیکھیں تو آج کے معاملات کا منطقی انجام بھی بڑی وضاحت سے نظر آجاتا ہے۔ مسلمانوں کے دین کا نام بگاڑا گیا اور کہا گیا کہ تم مسلمان نہیں بلکہ صابی ہو۔ حضرت ابو بکرؓ نے دین حق قبول کرنے کا اعلان کیا تو کفار نے آپ کو اس قدر مارا کہ لوگوں کے لئے آپ کا چہرہ پہچاننا مشکل ہو گیا۔

حضرت خبابؓ جو ایک غریب لوہار تھے انہیں لوہے کی گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا۔ حضرت بلالؓ جو ایک کمزور غلام تھے انہیں تپتی ریت اور جلتے پتھروں پر گھسیٹا گیا لیکن ان کی زبان سے نکلنے والی احد احد کی صدائیں نہ روکی جا سکیں۔ حضرت عروہ بن مسعودؓ نے اپنی قوم میں جا کر اذان دی تو ظالم قوم کا غیظ و غضب بھڑک اٹھا اور نماز سے پہلے ہی ایک بدبخت نے تیر مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ صحابہؓ کو ان کے اموال اور جائیدادوں سے محروم کر دیا گیا۔ ان کے بیوی بچے چھین لئے گئے خود رسول اللہ کے پاک وجود کو بھی مکہ کی گلیوں میں، صحن کعبہ میں اور شعب ابی طالب میں ایسی ہی آزمائشوں میں ڈالا گیا۔ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے، جنگیں مسلط کی گئیں لیکن کوئی ایک ابتلا بھی ان پاک وجودوں کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکا۔ اور پھر وہ دن بھی آئے کہ ان مخالفتوں کے طوفانوں کو چیرتے ہوئے مسلمان نہ صرف مکہ کے وارث بن گئے بلکہ پورا عرب ان کے ماتحت آ گیا۔ قیصر و کسریٰ کی بڑی بڑی بادشاہتیں ان کے قدموں میں ڈھیر کر دی گئیں۔ وہ مالک الملک کے غلام ملکوں کے مالک بنا دیئے گئے۔ وہ گلیوں میں ظالم دشمنوں کے ہاتھوں بے دردی سے ماریں کھانے والے امان کے جھنڈوں کی علامت بن گئے۔ اور ہر ظلم کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ انہیں ترقیات کی منزلوں کی جانب بڑھاتا چلا گیا۔

- مکہ سے اٹھنے والی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کی صدا دنیا بھر میں پھیل گئی۔
- جس اذان کی خاطر عروہ بن مسعودؓ نے اپنی جان دی تھی وہ دنیا کے کونے کونے میں گونجنے لگی۔
- وہ نماز جس کے دوران رسول اللہ کے پاک وجود پر آلائشیں ڈال دی جاتی تھیں بستی بستی ادا کی جانے لگی۔
- وہ قرآن جس کی تلاوت کی پاداش میں مکہ میں مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا تھا گھر گھر پہنچ گیا۔
- اسلام صرف اسلام کہلانے لگا اور کوئی کسی مسلمان کو صابی کہہ کر نہیں پکار سکتا تھا۔

پھر وقت بدلا، ایمان ثریا پر جا پہنچا، اور یہیں سے مسلمانوں کے زوال کا دور شروع ہو گیا کیونکہ وہ جو الٰہی جماعت ہونے کے سبب دنیا بھر پر غالب آ گئے تھے، خدا تعالیٰ کا ہاتھ پشت سے اٹھتے ہی دنیا میں بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے۔ حوادث کی آندھیوں نے انہیں خس و خاشاک کی مانند اڑا کر رکھ دیا اور ان کی سب شان و شوکت ماضی کی داستانوں میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسول ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اپنے مسیح اور مہدی کو بھیجا تا کہ پھر سے ایک الٰہی جماعت قائم کی جا سکے اور اسلام کو دوبارہ عزت، طاقت اور غلبہ عطا کیا جائے پس آپ نے بڑے زور سے یہ اعلان فرمایا:

مَیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور اس الہام کے مطابق کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے کہا۔ جو آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 492)

چنانچہ اس آسمانی صدا پر لبیک کہتے ہوئے جب 1889ء میں 40 افراد نے اللہ تعالیٰ کے مامور کے ہاتھ پر اسلام کی ترقیات کے لئے عہد بیعت باندھا تو پادریوں، پنڈتوں اور علماء کی طرف سے مخالفت کا شدید طوفان شروع ہو گیا آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے گئے اور لوگ آپ کی جان کے درپے ہو گئے۔ نبیوں کی مخالفت کی ہمیشہ سے جاری سنت دہرائی جانے لگی۔ آپ لدھیانہ تشریف لے گئے تو ایک مولوی نے بڑے

جوش سے یہ تقریر کی کہ جو شخص آپ کو قتل کرے گا وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ ایک دیہاتی نے جب جنت میں جانے کا یہ آسان ترین نسخہ سنا تو آپ کی قیام گاہ تک پہنچ گیا تا کہ آپ کی جان لے کر جنت میں جا سکے۔ حضور وہاں خطاب فرما رہے تھے۔ یہ شخص موقعہ کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا لیکن جیسے جیسے آپ کے الفاظ اس کے کانوں میں پڑتے چلے گئے اسکے دل کا زنگ دھل کر صاف ہوتا چلا گیا اور وہ جو آپ کو قتل کرنے نکلا تھا خود سچ کی تلوار سے گھائل ہو گیا اور جونہی آپ کی گفتگو ختم ہوئی اس نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کو تھام لیا اور بیعت کر لی۔ آج بھی سوشل میڈیا کے بعض شعبدہ باز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ بھی کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کی کتابوں کو مکمل پڑھ لے تو خود بخود احمدیت چھوڑ دے گا۔ کیا ان جھوٹ بولنے والوں کو یہ خبر نہیں کہ تاریخ احمدیت اس قسم کے واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ آپ یا آپ کے خلفاء کی تحریروں اور تقریروں کے سبب ہزاروں لاکھوں لوگ احمدیت کی آغوش میں آئے ہیں۔ وہ احمدی جو حضور کی زندگی میں آپ کی غلامی میں شامل ہوئے تھے وہ اسی روحانی مائدہ کا ہی توفیض تھا اور آج تک یہی تعلیم ہے جو لوگوں کو حقیقی اسلام سے متعارف کروا رہی ہے۔ اے معاندین احمدیت! اگر بفرض محال یہ بات واقعی سچ ہے تو کیوں جماعت احمدیہ کی کتابوں پر پابندی لگائی جاتی ہے؟ کیوں مختلف ملکوں میں ایم ٹی اے کی نشریات کو روکا جاتا ہے؟ کیوں جماعتی ویب سائٹس کو بند کیا جاتا ہے؟ صرف اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ وہ آسمانی نور ہے جو اگر قبولیت کے کسی لمحے میں ایک متقی دل پر نازل ہو جائے تو اس کی کیفیت ہی بدل دیا کرتا ہے۔

یہ محض کوئی جذباتی نعرہ نہیں ہے بلکہ آج دنیا کے 213 ممالک کے کروڑوں لوگ جن تک سچ کا یہ پیغام پہنچ چکا ہے وہ آپ اور آپ کی نیابت میں قائم شدہ خلافت احمدیہ کے ایک اشارے پر ہر قربانی کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ مخالفین جو دلائل کے میدان میں عاجز آ چکے ہیں لدھیانہ کے مولوی کی طرح جنت کے جھوٹے پروانے تقسیم کرتے ہوئے لوگوں کو احمدیوں کے قتل پر اکساتے ہیں اور اب تک سینکڑوں احمدی اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے کے جرم میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں۔ اگر دلائل موجود ہیں تو کیوں معصوم احمدیوں کی جانیں لی جاتی ہیں؟ کیوں نہیں جھوٹے مقدمات بنا کر قید کیا جاتا ہے؟ کیوں ان کے لئے الگ سے قانون سازیاں کی جاتی ہیں؟ ایک صدی گواہ ہے کہ احمدیوں کو شہادتوں کے میدان میں آزما کر دیکھا گیا۔ گلیوں اور بازاروں میں، یہاں تک کہ مسجدوں میں احمدی خون یہ سوچ کر بہا دیا گیا کہ شاید اس طرح سے اس آسمانی سلسلہ کو شکست دی جا سکے گی۔ لیکن ایک دن میں لاہور کی مساجد میں ہونے والی 86 شہادتیں بھی جماعت کی ترقی کے اس سفر کو روک نہیں سکیں بلکہ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے آج 70 ہزار سے زائد وقف نو بچے، سینکڑوں ہزاروں مبلغین اور لاکھوں کروڑوں احمدی قدم آگے سے آگے بڑھانے کے لئے تیار کھڑے نظر آتے ہیں۔ پس کس میں ہمت ہے کہ سچائی کے اس قافلے کو روک سکے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مسیح محمدی کے یہ غلام اپنے ایمانوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت ہر طرح قربانی کر کے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اتنے عرصے کی بندش اور مستقل اذیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن صبر و استقامت کے یہ پیکر مرد، عورت، بوڑھے، بچے یہ قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ کی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ تین سو سال سے زائد عرصہ تک رہنے والی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ ہمیں کامیابیوں اور فتوحات کے قریب تر لے جاتی چلی جا رہی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2010ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کو قید کرنے کے لئے قادیان میں مخالفین احمدیت نے آپ کے گھر کے سامنے راستے میں ایک دیوار کھینچ دی اور یہ خیال کیا کہ شاید وہ اس طرح سے احمدیت کے پیغام کو ایک گاؤں کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق نہ صرف وہ دیوار گرائی گئی بلکہ احمدیت کی ترقی کی راہ میں حائل ہونے والی ہر دیوار کو اللہ تعالیٰ نے پاش پاش کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے احمدیت کے پیغام کو نہ صرف زمین کے کناروں تک پہنچا دیا بلکہ فضاؤں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لئے مسخر کر دیا۔ ایم ٹی اے کے چینلز، جماعت کی بے شمار ویب سائٹس، اخبارات و رسائل اور کتابیں ملکوں ملک پھیلے ہوئے احمدیہ مشن ہاؤسز اور مساجد برصغیر پاک و ہند کی ملکی حدود کی دیواروں سے بہت آگے نکل چکے ہیں اور سعید روحیں ان کے ذریعے عافیت کے حصار میں داخل ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قتل کی کوششوں کے ساتھ ساتھ آپ کو گرفتار کروانے کے منصوبے بھی بنائے گئے آپ پر اقدام قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ دائر کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے اس معاملے کی تحقیق کے بعد جب آپ کو باعزت بری قرار دے دیا تو یہ اختیار بھی دیا کہ اگر آپ چاہیں تو عیسائی پادری کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں کسی پر مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا اور خدا نے خود فیصلے کرنا شروع کئے تو آپ کے دشمن اور مخالفین ایک ایک کر کے ہلاکت کے گڑھوں میں گرتے چلے گئے۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ربوہ جیسا عظیم الشان مرکز عطا کر دیا۔ لیکن پھر جب ایک حاکم وقت نے اس مرکز احمدیت کو مٹانے کے ارادے باندھے تو اللہ تعالیٰ نے برطانیہ میں اسلام آباد جیسا عظیم الشان مقام عطا کر کے سورج مغرب سے طلوع ہونے کی پیشگوئی بھی پوری کر دی اور دنیا کو یہ پیغام بھی بڑی وضاحت کے ساتھ دے دیا کہ جماعت احمدیہ کا حقیقی مرکز خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور نظام خلافت ہی وہ مرکز ہے جو اپنے سب متبعین کو متحد رکھتا ہے اور دنیا بھر میں باوجود ہزار کوششوں کے یہ نعمت کسی اور فرقے یا گروہ یا جماعت کا مقدر نہیں بن سکی کیونکہ یہ نعمت صرف اللہ تعالیٰ عطا کر سکتا ہے۔

مجلس احرار نے 1934ء کے فسادات کے دوران خوف کی فضا پیدا کرنے کے لئے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے دعوے کئے تھے جس کے جواب میں امام جماعت احمدیہ نے فرمایا تھا کہ میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ ہر قسم کے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تم سارے مل جاؤ اور دن اور رات منصوبے کرو۔ اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو، اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ پھر بھی یاد رکھو کہ تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے، تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے جس راستے پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 497)

1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف نہ صرف ملکی بلکہ طاقتور سربراہوں پر مشتمل عالمی جتھے اکٹھے کر لئے گئے۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا گیا۔ عوام کو بھڑکایا گیا۔ جانیں لی گئیں، اموال لوٹے گئے، تحریکات چلائی گئیں اور یہ خیال کیا گیا کہ بس اب احمدیت کو کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ عین اس وقت اس الٰہی جماعت کا محافظ خدا یہ ارشاد فرما رہا تھا کہ وسع مکانک۔ اے احمدیو! اٹھو اور اپنے مکانوں کو وسیع تر کرنے کی تیاریاں کرو کیونکہ یہ مصائب اور مخالفت کی آندھیاں تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں پس جاؤ اور اپنی آئندہ آنے والی ترقیات کی تیاری کرو۔ اگر تاریخ کے ایوانوں میں جھانک کر ان طاقتور حکمرانوں کے ناموں کی فہرست نکالی جائے۔ ان کی تصاویر کو ایک مرتبہ پھر ذرا غور سے دیکھا جائے اور ان میں سے ایک ایک کے انجام کے بارہ میں تحقیق کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان صاحب جبروت بادشاہوں اور سربراہوں کو عبرت کے نشان بنا دیا۔ اگر ہم پلٹ کر دیکھیں تو ہمیں تاریخ میں تختہ دار پر جھولتے ہوئے ماکان اقتدار نظر آتے ہیں، گلیوں اور بازاروں میں اپنے عوام کے ہاتھوں مار کھاتے ہوئے لہولہو چہرے دکھائی دیتے ہیں اور جب ہم ان چہروں کو پہچان کر دوسری جانب دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اسی مختصر سے عرصہ کے دوران ایک کمزور جماعت کی ترقیات کی راہوں کو عظیم شاہراہیں بنا دیا ہے۔

1984ء کے ابتلاؤں کے دوران بہت سے احمدیوں کو صحابہ کے نمونوں کے مطابق تکلیفوں سے بھی گزرنا پڑا۔ اس دور میں احمدیت کو کینسر قرار دے کر مٹانے کے دعوے کئے گئے۔ لیکن کون زندہ رہا اور کسے اللہ تعالیٰ نے ریزہ ریزہ کر کے ہواؤں کی نذر کر دیا۔ اور مورخ نے دیکھا کہ ایک جلتے ہوئے طیارے کے ساتھ وہ تمام ارمان اور حسرتیں بھی جل کر راکھ اور خاک کا ڈھیر بن گئیں جو ایک الٰہی جماعت کو مٹانے کے لئے محو پرواز تھیں۔

لیکن ان سب نشانات کے باوجود بھی یہ مخالفت جاری رہی اور پھر مئی 1999ء کے وہ دردناک ایام بھی آئے جب ظلم کی انتہا کرتے ہوئے ہمارے موجودہ امام کو جو اس وقت ناظر اعلیٰ تھے ایک جھوٹا مقدمہ قائم کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔ جماعت کے لئے یہ بہت تکلیف دہ وقت تھا لیکن وہ اسیر راہ مولا اپنی اس قید کے حالات یوں بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر رشک آ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’میں تمہیں کیا بتاؤں؟ مجھے احساس تک نہیں ہوا کہ خدا کی راہ میں اسیری کے میرے یہ دن کتنی جلدی گزر گئے۔ میں صرف اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ یہ موسم گرما کے ایام تھے اور اللہ تعالیٰ گرمی کو ٹھنڈی ہوا میں بدل دیا کرتا تھا۔ ہم جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہے لیکن میرے دل میں کسی قسم کی پریشانی اور ذہنی دباؤ نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ میرے خلاف لگائے گئے (جھوٹے) الزامات کی سزا یا تو عمر قید ہو سکتی ہے یا سزائے موت اور مجھے ان دونوں میں کوئی ایک سزا ملنے کا امکان تھا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ صرف اللہ ہی ہے جس سے میں مدد مانگوں گا اور اسی کی رضا حاصل کروں گا۔ میں نے سوچا کہ اگر مجھے جماعت کی وجہ سے سزا دی جائے گی تو یہ واقعی بہت بڑی نعمت ہوگی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی فیصلہ کیا تھا۔

(Virtual mulaqat of the missionaries of Bangladesh with Huzooraa on 8 November 2020)

بقیہ صفحہ 5 پر

صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا

حدیقۃ النساء

گرمی کی چھٹیاں کیسے گزاریں؟

ہر سال کی طرح اس سال بھی بچوں کے اسکول گرمیوں کی چھٹیوں کے لیے دو اڑھائی ماہ بند رہیں گے۔ اس دوران کچھ مائیں اس بات کو لے کر پریشان ہوتی ہیں کہ بچوں کی چھٹیوں کو کس طرح ان کے لیے زیادہ سے زیادہ فائدہ مند بنایا جائے۔ ان دنوں اکثر ممالک میں دن لمبے ہوتے ہیں اور موسم بھی قدرے معتدل ہوتا ہے تو اس لحاظ سے بہت سے ایسے کام کیے جاسکتے ہیں جن سے بچے اور والدین دونوں اس موسم اور فراغت سے بھر پور طریقے سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ سب سے پہلے تو دینی تعلیم کا ذکر کروں کہ اس میں اضافہ کرنے کے لیے یہ بہترین موقع ہے۔ نماز باترجمہ کی دہرائی ہوسکتی ہے۔ اگر مسجد قریب نہ ہو تو والدہ گھر میں بچوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرسکتی ہیں۔ پھر کسی ایک نماز کے بعد ترجمہ بھی دہرایا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک کو باترجمہ پڑھنے کے فوائد کو کون نہیں جانتا۔ اس کی اہمیت پر تو الگ سے مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ تو ان چھٹیوں میں کوشش کرنی چاہیے کہ بچوں کو جس زبان کی بھی سوجھ بوجھ زیادہ ہو اس ہی زبان میں ان کو ترجمۃ القرآن سکھایا جائے۔ جن کو ترجمے پر عبور حاصل ہو وہ رضاکارانہ اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں کہ زوم پر یا کسی ایک جگہ جمع ہو کر، کسی پارک میں، کسی کے گھر یا کوئی بھی مناسب جگہ وہاں اپنے قریبی علاقے کے بچوں بچیوں کو ترجمہ سکھالیں اس طرح آپ کی یہ وقف عارضی بچوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت کی شمع روشن کر دے گی جو آئندہ مستقبل میں ان کو ہمیشہ سیدھا راستہ دکھائے گی۔ ان شاء اللہ

پھر عربی قصیدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر تحریر کیا ہے اور جو بھی اس قصیدے کو حفظ کرتا ہے اس کے حافظے میں غیر معمولی برکت ہوتی ہے۔ اس کا ایک شعر روز سب گھر والے مل کر یاد کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیت بازی کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے اشعار یاد کیے جاسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر جماعتی کتب مل کر پڑھی جاسکتی ہیں۔ بچوں کو آسان الفاظ میں مشکل الفاظ کا مطلب سمجھایا جاسکتا ہے تاکہ ان کو اچھی طرح سمجھ آجائے۔ الفضل آن لائن کا ایک ساتھ مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ پہلا صفحہ بچوں کو پڑھانے کی پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت بھی فرمائی ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ فن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ورچوئل ملاقات مورخہ 12 نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ

حضور! لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کر ان کو ٹائپ کر کے پرنٹ نکال کے لوگوں میں دیں۔ وہ لوگ جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں ان کے لیے ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا مشکل ہے۔ اگر انہیں اقتباسات دیں گے تو کچھ نہ کچھ اس subject پر توجہ پیدا ہو جائے گی۔ انگلش یا اردو میں ٹائپ کر کے گھروں میں دیا کریں۔ اس سے پھر اگر کتابیں نہیں تو کم از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع میں ہی پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتا لگ جائے گا۔ باقی آج کل پڑھنے کا رجحان ہی نہیں ہے۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر ہی 30 سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو یا سن لو۔

(This Week with Huzur,12th Nov 2021)

تو الفضل کے آسان مضامین سے چھوٹے چھوٹے اقتباسات پڑھنے سے شروع کر کے ان کے دل میں مطالعے کا شوق پیدا کریں۔ جس کا ان کو عمر بھر فائدہ ہوتا رہے گا۔

پھر MTA کے پروگرام ہیں بچوں کی دلچسپی کے لیے بھی آج کل بہت سے پروگرام آرہے ہیں جو دیکھ کر بچے کھیل کھیل میں کافی کچھ سیکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم گھر میں کچھ ایسی گیمز بچوں کو کھلا سکتے ہیں جن سے وہ اپنی دینی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں جیسے مختلف کیٹگریز بنا لی جائیں انبیاء کے بارے میں، احمدیت کی تاریخ کے بارے میں، خلفاء کی سیرت کے بارے میں، دیگر تربیتی امور پر پھر ہر ایک کے بارے میں الگ الگ پرچیوں پر سوال جو ممبر جس کیٹگری کو سلیکٹ کرے اس سے اسی بارے میں سوال کیا جائے۔ وقف نو کا سلیبس یا ناصرات یا اطفال کا سلیبس بھی اس کام کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کھیل کھیل میں سلیبس یاد ہو جائے گا۔ اردو کے الفاظ بھی ایسے ہی سکھائے جاسکتے ہیں۔ پھلوں، سبزیوں روزمرہ استعمال کی چیزوں کے نام یاد کروانے کے لیے کہ جو زیادہ نام بتائے گا اسے اس کی پسند کی کوئی کینڈی، چاکلیٹ انعام میں دی جائے گی۔ پھر حروف تہجی سکھانے کے لیے الف سے شروع ہونے والی سبزیوں کے نام یا ب سے شروع ہونے والے پھلوں کے اس طرح سے اور بہت سے کام ہیں جو کیے جاسکتے ہیں۔ اگر گھر میں باغبانی کے لیے زمین ہو تو وہ بھی ایک اچھا مشغلہ ہے جس سے وقت بھی اچھا گزر جاتا ہے اور سبزی پھل بھی اگائے جاسکتے ہیں۔ ورزش اور باہر واک سب گھر والے مل کر کر سکتے ہیں۔ کھانے پکانے کے مقابلے کیے جاسکتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی آسان تراکیب سے جیسے سینڈوچز کی مختلف تراکیب، ایئر فرائیر میں چکن یا مچھلی کی آسان تراکیب، کیک یا بسکٹس وغیرہ بیک کرنا پھر ان کی ڈیکوریشن، سلاد بنانا، پیزا بنانا مختلف طرح کی بریڈز بنانا اسی طرح کی آسان آسان چیزیں والدین بچوں کے ساتھ مل کر بنا سکتے ہیں۔ پھر گھریلو کام جیسے ڈش واشر لوڈ ان لوڈ کرنا، لانڈری میں کپڑے ڈالنا اور پھر دھلے ہوئے کپڑوں کو ان کی جگہوں پر پہنچانا، گھر کی صفائی، گاڑی صاف کرنا، گروسری سمیٹ دینا اسی طرح کی آسان آسان کام جس سے بچوں میں گھر کے کام کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ دو تین گھروں کے بچے جمع ہو کر اپنے نماز سینٹر یا مسجد میں وقار عمل کر سکتے ہیں۔ جماعتی لائبریری میں کتب کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔ کسی ضرورت مند ہمسائے کے لان کا گھاس کاٹنے یا اور کوئی مدد جو نہیں درکار ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ پھر رات میں یا دن میں کسی بھی وقت سب ایک ساتھ بیٹھ کر کسی اچھے موضوعات پر بات کریں اپنے بزرگوں کی سیرت کو دہرالیں۔ کسی سائنسی یا تربیتی مسئلے پر سب اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ غرض بچوں کو بھر پور توجہ اور وقت دیں تاکہ ان کا دھیان کسی اور غلط طرف نہ جائے۔ اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کے مصداق بن جائیں۔ کہ

اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُهٗ یعنی تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔''

(تذکرہ صفحہ 550)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی گھرانے میں سکون وسکینت پیدا کرے۔ ہمارے بچے ہمیشہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہوں۔ اپنے فارغ اوقات کا بہترین استعمال کرنے والے بنیں۔ خدمت دین کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ آمین اللّٰھم آمین

رپورٹ: ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

مقابلہ دینی معلومات، جامعۃ المبشرین سیرالیون

مجلس علمی جامعہ احمدیہ سیرالیون کے زیرِ انتظام سالِ رواں کا آخری اجتماعی مقابلہ، مقابلہ دینی معلومات مؤرخہ 08 جون 2022ء کو منعقد ہوا۔ مقابلہ میں تینوں گروپس نور، محمود اور ناصر کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ اس مقابلہ کے لئے اساتذہ جامعہ مولوی حمید بنگورا صاحب، مولوی اثمار احمد صاحب، مولوی مورلائی فوفانہ صاحب اور مولوی نعیم گوہر صاحب (نگران مجلس علمی) نے فرائض منصفی سرانجام دیئے۔ مقابلے کا نصاب کتاب Religious Knowledge شائع کردہ جماعت احمدیہ سیرالیون مقرر کی گئی تھی۔

مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل سیرالیون کی زیر صدارت مقابلے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مقابلہ میں ہر سہ گروپس سے پانچ پانچ طلباء کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ پہلے راؤنڈ میں پانچ پانچ سوالات اور دوسرے راؤنڈ میں تین تین سوالات اور فائنل راؤنڈ میں دو دو سوالات پوچھے گئے۔ پہلی پوزیشن ناصر گروپ، دوسری نور گروپ اور تیسری پوزیشن محمود گروپ کی ٹیم نے حاصل کی۔ پروگرام کے آخر میں محترم پرنسپل صاحب نے مختصر خطاب میں نصائح کیں۔ اور دعا سے یہ مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔

مدثر ظفر

نقشہ نویسی کی تاریخ اور ارتقاء

پتھر کی سلوں کے نقشوں سے گلوبل پوزیشننگ سسٹم (GPS) تک کا سفر

خالق نے انسان میں تجسس کا مادہ رکھا تو اسے صلاحیتوں سے بھی نوازا جنہیں بروئے کار لاکر اس نے نہ صرف دنیا مسخر کی بلکہ ستاروں پر بھی کمندیں ڈالیں۔اور آج ہمارے پاس ہم سے 194 ملین کلومیٹر دور مریخ کا نقشہ بھی موجود ہے۔آج اپنی ہتھیلی پر GPS کی ٹیکنالوجی سے لیس جدید سمارٹ فون لے کر گھومنے والا فرد غاروں میں رہنے والے اپنے اجداد کی طرح ہی نقشے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔زمین میں نقل و حمل کے ساتھ ہی حضرت انسان نے سمت، راستے اور فاصلے کا حساب کتاب رکھنا شروع کر دیا تھا۔کیونکہ جنگلوں صحراؤں اور برف زاروں پر شکار یا سفر کی درست سمت اور فاصلوں کی پیمائش کا ہونا ناگزیر تھا۔اور ایک ایسے دور میں جہاں رابطہ کے ذرائع مفقود تھے بھٹکنے کا مطلب موت سے تعبیر سمجھا جاتا تھا۔ وقت کے ساتھ نقشہ سازی ایک فن کی حیثیت اختیار کر گئی اور مرور زمانہ اس میں جدت آتی رہی۔نقشہ سازی کے لیے اکائیاں اور آلات مختلف ادوار میں ایجاد ہوتے رہے اور ہر ایک نے اپنی سمجھ کے مطابق نقشوں کے درست پیمائشی قوانین وضع کیے۔یونانی ریاضی دان اور جغرافیہ دان اراٹوس تھینیس کے بنائے قوانین آج بھی مستعمل ہیں۔

نقشہ نویسی کی تاریخ ہزاروں صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔دنیا کے دوسرے مقامات کو کھوجنے اور دیکھنے کا تجسس حضرت انسان میں نقشہ نویسی جیسی قابلیت پیدا کرنے کا باعث بنا۔انسان دوسرے علاقوں کے بارے میں جاننا چاہتا تھا،ان کی ثقافت، رہن سہن سے آگاہ ہونا چاہتا تھا۔ اور ابتداء سے ہی ایسے ماحول میں دلچسپی رکھتا تھا جو ان کے اردگرد موجود ماحول سے مختلف نظر آتا ہو۔نقشہ نویسی ایک قدیم علم ہے جسے تحریری شکل میں رابطہ کا ہی ایک ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔نقشہ نویسی کی قدیم معلوم تاریخ 15000 سال پرانی ہے۔فرانس کے ایک چھوٹے سے گاؤں لاسکو کا نقشہ دنیا کے قدیم ترین نقشوں میں شمار ہوتا ہے۔آرکیالوجسٹ نے گاؤں کے اطراف میں موجود غاروں کی دیواروں پر کندہ اطراف کے نقشے دریافت کیے۔انہوں دیواروں کا مشاہدہ کیا جن پر ایسی تصاویر بنائی گئی تھیں جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ ان کے ذریعے شکار اور شکار گاہوں کے راستوں کا تعین کیا گیا تھا۔ان کے روزمرہ کے معمولات کو تصاویر اور نقشوں کی مدد سے واضح کیا گیا تھا۔نقشوں پر جانوروں اور انسانوں کی ہجرت کے راستوں کا بھی تعین کیا گیا تھا۔ترکی میں ملنے والی 6200 قبل مسیح پرانی دیواروں پر بنائی گئی تصاویر کو اولین نقشوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ان نقشوں میں قصبہ کے گھروں اور گلیوں کو دکھایا گیا تھا اور اطراف میں موجود آتش فشاں پہاڑ کو واضح کیا گیا تھا۔عراق میں 25 ویں صدی قبل مسیح میں بنی ہوئی پتھر کی ایسی تختیاں ملیں جن پر دو پہاڑیوں کے درمیان موجود وادی کو دکھایا گیا تھا۔وقت کے ساتھ نقشہ نویسی کے فن میں نکھار آتا گیا جسے اہل یونان نے بام عروج پر پہنچایا۔ پانچ سو قبل مسیح کا یونان علم کا گہوارہ بن چکا تھا۔ زیادہ تر لوگوں کا خیال تھا کہ زمین فلیٹ ہے جبکہ یونانی فلسفی فیثاغورث اور ارسطو یقین رکھتے تھے کہ زمین گول ہے اور اسی امر کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے نقشے مرتب کیے۔

اہل یونان ماہر کشتی ران اور کھوجی تھے جنہوں نے خشکی اور سمندر میں کئی نئی جگہیں دریافت کیں اور ان کے نقشے بنائے۔یونانیوں کو درست ریاضیاتی اصولوں پر نقشے بنانے کا ملکہ حاصل تھا۔معلوم دنیا کا پہلا نقشہ بنانے کا سہرا اینیکسی مینڈر کے سر ہے،اسی وجہ سے اسے پہلا باقاعدہ نقشہ نویس گردانا جاتا ہے۔اس کا تعلق بھی یونان سے تھا۔یونانیوں کے بعد اہل روم نقشہ سازی کے امام بنے اور دوسری صدی عیسوی میں بطلیموس نے کارٹوگرافی پر اپنا مقالہ جیوگرافیا کے نام سے لکھا جس میں نے اس نے نقشہ سازی کے جدید اصول وضع کیے۔یہ پرانے نقشے جو زمانہ 2300 قبل مسیح سے تعلق رکھتے ہیں آج بھی ہزاروں کی تعداد میں محفوظ ہیں اور قدیم انسانی تاریخ کا اہم باب ہیں۔ایک عرب مسلم جغرافیہ دان، سیاح اور عالم ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبداللہ ابن ادریس کو بھی دنیا کے ابتدائی نقشہ نویسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔مشہور مسلمان سائنسدان البیرونی نے اپنے قدیم نقشہ نویسوں کی نسبت 1017ء میں زمین کی درست پیمائش کر کے بتایا کہ زمین کا Radius قریب 6335 کلومیٹر ہے۔قطب نما کی ایجاد چینیوں نے کی جس سے سمت کی تعین میں بہت سہولت میسر آگئی۔

غاروں کی دیواروں، اینٹ، پتھر، لکڑیوں کی تختیوں سے ہوتے ہوئے آج ہم جدید جی پی ایس سسٹم اپنے کیسوں میں لیے گھوم رہے ہیں اور ستاروں اور اندازوں سے سمتوں کا تعین کرنے والا انسان آج زمین کے ایک ایک انچ کو اپنے چھے انچ کی موبائل فون کی اسکرین پر دیکھ سکتا ہے۔دنیا کے چپے چپے کی نشاندہی ہو چکی ہے اور ہر مقام کو طول بلد اور عرض بلد (Longitude/Latitude) میں تقسیم کیا جا چکا ہے۔اس سے دنیا کے کسی بھی مطلوبہ مقام کی نشاندہی اتنی تحدی سے کی جا سکتی ہے کہ بھٹکنے کی گنجائش نا ہونے کے برابر ہے۔جدید جی پی ایس نظام سیٹلائیٹ کی مدد سے کام کرتا ہے جس کا آغاز امریکہ میں 1973ء میں ہوا تھا اور آج ہر ایک چیز بالواسطہ و بلا واسطہ جی پی ایس سے جڑ چکی ہے۔اس میں صرف نقشے ہی شامل نہیں ہیں بلکہ دور جدید کی ایسی بے شمار چیزیں اس سے منسلک ہیں جو اب روزمرہ زندگی کا معمول بن چکی ہیں۔اس سسٹم کے ناکارہ ہونے کا مطلب سفر میں دشواری ہوگا،سڑکوں پر ٹریفک جام ہوسکتا ہے،ٹرین کو ٹریک کرنے والی ایپس بیکار ہو جائیں گی اور آپ اپنی ٹرین مس کر سکتے ہیں۔آن لائن ٹیکسی سروس سب سے زیادہ متاثر ہونے والی چیزوں میں سے ہوگی۔ ایمسر جنسی سروسز آپ کے حادثہ والی جگہ کا تعین نہیں کرسکیں گی۔ ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کا نظام شدید متاثر ہوگا کیونکہ اب جی پی ایس صرف رستہ بتانے والا نظام نہیں ہے۔امریکہ کی طرح روس، یورپ اور چین بھی اپنا نیویگیشن سسٹم رکھتے ہیں لیکن وہ اتنا اچھا نہیں ہے۔جبکہ کئی اور ممالک اپنے اپنے نظام بنانے پر کام کر رہے ہیں جن میں جاپان اور ہندوستان وغیرہ شامل ہیں۔

IMAGO MUNDI

بابلیوں کے بنائے گئے نقشے اما گومنڈی کو دنیا کے پہلے نقشے کے طور پر جانا جاتا ہے۔اس میں دریائے فرات کو بابلن سے گزرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔اس میں آرمینیا کے گرد سمندر کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ دنیا کے زیادہ حصہ کا احاطہ کرنے والا نسبتا بہتر نقشہ پانچ سے چھ صدی قبل مسیح میں ہیکٹس نے بنایا۔اس میں اس نے دنیا کو تین حصوں یورپ، ایشیاء اور لیبیا میں تقسیم کر کے دکھایا ہے۔اس نقشے میں

دنیا ایک پلیٹ کی مانند دبالکل گول دکھائی گئی ہے جس کے کناروں پر سمندر ہے۔

عصر حاضر میں ہمارے پاس سیٹلائٹ کی مدد سے بنائے گئے دنیا کے بہترین نقشے موجود ہیں جن میں کسی قسم کے ابہام کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہے۔لیکن نقشہ سازی کے لیے وضع کیے گئے صدیوں پرانے بعض قوانین اور ریاضی کے اصول آج بھی مستعمل ہیں۔

مبارک احمد منیر۔ برکینا فاسو

ایک وضاحت

خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ”حضرت مصلح موعودؓ کے علمی کارنامے“ قسط 1 الفضل آن لائن کے شمارہ مؤرخہ 23 جولائی 2022ء کو شائع ہوا۔جس کے آغاز میں یہ تفصیل رہ گئی ہے۔ قارئین اسے شامل کر کے پڑھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان علمی کارناموں کا خلاصہ اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

1. حضرت مصلح موعودؓ نے کئی کتب اور لیکچرز کے مجموعے کا نام انوار العلوم رکھا ہے جس کی 26 جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔جس میں 670 کتب، لیکچرز اور تقاریر آچکی ہیں۔
2. خطبات محمود کی 39 جلدیں شائع ہوچکی ہیں جن میں 1959ء تک کے خطبات شائع ہوچکے ہیں۔ان جلدوں میں 2367 خطبات شامل ہیں۔
3. تفسیر صغیر 1071 صفحات پر مشتمل ہے۔
4. تفسیر کبیر کی دس جلدوں میں 59 سورتوں کی تفسیر ہوچکی ہیں۔ ان جلدوں کے کل 5907 صفحات ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ کے درس القرآن جو کہ غیر مطبوعہ تفسیر ہے، ان کو کمپوز کر دیا گیا ہے۔ اس کے 3094 صفحات ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریرات اور فرمودات سے تفسیر قرآن اکھٹی کی گئی ہیں جو کہ اب تک 9000 صفحات پر مشتمل ہو چکی ہے۔اور ابھی اس پر کام جاری ہے۔
5. روحانیت، اسلامی اخلاق اور اسلامی عقائد پر 31 کتب اور رسائل تحریر فرمائے۔
6. سیرت و سوانح پر 13 کتب و رسائل لکھے۔
7. تاریخ پر 4 کتب و رسائل
8. فقہ پر 3 کتب و رسائل
9. سیاسیات قبل از تقسیم ہند 25 کتب و رسائل
10. تحریک احمدیت کے مخصوص مسائل اور تحریکات پر 99 کتب و رسائل
11. سیاست پر 15 کتب اور رسائل

(خلاصہ ماخوز از خطبہ جمعہ 20 فروری 2021ء)

آنسہ محمود بقاپوری۔ امریکہ

پھوپھی امۃ الحفیظ بقاپوری کے ساتھ چند یادیں

خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا تو محترمہ پھپھی امتہ الحفیظ بقاپوری صاحبہ کو اپنے گھر آتے جاتے دیکھا۔ آپ حضرت محمد ابراہیم بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ سلام کی صاحبزادی تھی۔ یوں تو انسان کو اپنے خونی رشتے سب ہی پیارے ہوتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو کہ ہمارے پردادا حضرت محبوب عالم بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق حضرت مسیح موعود علیہ سلام کے سگے بھائی تھے۔ ان کی تمام اولاد میں سے، ہمارے سب سے زیادہ قریب اور پیار کرنے والی پھپھی ہی تھی۔ آپ جیسی نیک، صالحہ اور بزرگ خاتون کو انتہائی قریب سے دیکھنے اور ان کے ساتھ جو وقت گزارنے کا خاکسار موقع کو ملا وہ ناقابل بیان ہونے کے باوجود کچھ ذکر پیش خدمت ہے۔ آپ کا انتہائی نورانی چہرہ اور کالا برقعہ ان سے ملنے والے ہر شخص کو یاد ہو گا۔ آپ صاحب رویا و کشوف ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب الہام بھی تھیں۔ آپ کی بابرکت شخصیت کو ہمارا گھرانہ خوب جان گیا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ جب بھی ہمارے گھر تشریف لاتیں ہم سب، ان کی خوب خدمت کر کے دعائیں لینے کی کوشش کرتے۔ ان کے پیارے وجود سے ہمیں نور بہتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس قابل ہی نہیں سمجھتے کہ ان جیسی بزرگ شخصیت کے بارے میں کچھ لکھ سکیں۔ آپ کی عبادت کے ہم خود ذاتی طور پر گواہ ہیں، ایک روز ہم آپ کے ساتھ ایک ہی پلنگ پر سو ہوئے تھے کہ آدھی رات کو ہماری آنکھ کھلی تو ہم کیا دیکھتے ہیں آپ بیٹھی ہیں اور تکیے پر سر جھکا سجدہ ریز ہیں۔ ہم غور سے دیکھنے لگے، شروع میں تو ہم بھی نیند میں تھے اور ہمیں خود بھی سمجھ نہیں آیا کہ پتہ نہیں آپ کیا کر رہی ہیں؟ پھر جب کافی دیر ہوگئی اور آپ اسی پوزیشن میں رہی تو ہم نے آواز دی، آپ نے ہماری آواز کا جواب نہ دیا۔ ہم پھر انتظار کرتے رہے، مگر آپ نہ اٹھی، ہمیں ڈر لگ گیا کہ خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو تو نہیں گیا اتنی دیر کہ شاید گھنٹوں ہی گزر گئے ہوں گے؟ ہم نے آپ کو مذید آوازیں دینی شروع کر دیں۔ پھر آپ کے منہ سے اللہ اکبر کی آواز آئی اور آپ سجدہ سے اٹھ گئیں اور پھر دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ ریز ہوگئ، ہمیں تسلی ہوگئ کہ آپ ٹھیک ہیں اور عبادت میں مصروف ہیں۔ لیکن آپ کی اس قدر لمبی عبادت سے ہم متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں پائے۔ آپ جب ہمارے گھر رہنے کے لئے تشریف لاتی تو بعض اوقات مہینہ مہینہ بھی رہتی۔ آپ کی روٹین یہی ہوتی کہ عبادت کرتیں اور صبح تقریباً آٹھ بجے کے قریب دو نفل پڑھ کر دن کا آغاز کرتیں، ایک روز ہمارے پوچھنے پر آپ نے آٹھ بجے نفل پڑھنے کی وجہ بتائی، آپ کہنے لگیں کہ ایک روز میری طبعت کچھ خراب تھی، میں نے فجر کی نماز قضا کر دی، تقریباً آٹھ بجے کے قریب مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک گرجدار آواز آئی جو کہ پنجابی میں تھی کہ ’’کی گل اے، نماز نہیں پڑھنی؟ (یعنی کیا بات ہے آپ نے نماز نہیں پڑھنی؟) آپ فرماتی ہیں کہ اس الہامی آواز کو سن کر میں ڈر گئی، اور اس دن سے لے کر آج تک ہمیشہ آٹھ بجے کے قریب ضرور دو نفل ادا کرتی ہوں۔ پھر آپ ناشتہ کرتی جس میں آپ ایک انڈا، ایک بریڈ کا سلائس اور ایک کپ چا لیتی تھی۔ پھر آپ تیار ہو کر ہم بہن بھائیوں میں سے کسی ایک کو ساتھ لیتی اور اپنے مختلف رشتہ داروں کو ملنے چلی جاتی، آپ اکثر فرماتی تھی کہ لوگ ایک دوسرے سے شکوہ کرتے ہیں کہ لوگ ملنے نہیں آتے، میرا تو اصول ہے کہ لوگوں کا انتظار کرنے اور شکوہ کرنے کی بجائے آپ کو جس کا خیال ہے اس سے خود ملنے چلے جائیں۔ کئی دفعہ خاکسار کو بھی ان کے ساتھ جانے کا موقع ملا، آپ کے ساتھ ہم خاندان حضرت مسیح موعود کی خواتین مبارکہ کو ملنے گئے۔ ان کے ہمراہ حضرت آپا ناصرہ بیگم صاحبہ کے دولت خانہ میں جانا ہمیں خوب یاد ہے۔ آپ نے ان کے ساتھ ملاقات کے دوران قادیان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ گزاری یادوں کو تازہ کیا۔جس سے ہمارے علم میں مزید اضافہ ہوا اور معلوم ہوا کہ آپکی کوئی بڑی بہن حضرت آپا ناصرہ بیگم صاحبہ کی کلاس فیلو بھی تھی جو کہ فوت ہوگئی تھی۔ پھر ہم پھپھی کے ہمراہ مکرم غلام قادر شہید کی والدہ کے گھر بھی گئے۔ انہوں نے ہمیں غلام قادر شہید کی کتاب تحفہ میں دی۔ پھر کچھ مزید خواتین مبارکہ سے ملاقات کے لئے ان کے گھروں میں گئے۔ آپ نے ہمیں اپنے نام کے بارہ میں بھی بتایا کہ ’’میرا نام پہلے غالباً ’’خالدہ‘‘ تھا، ایک روز ہماری والدہ کو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا اور فرمایا کہ اس کا نام امتہ الحفیظ ہے۔ اس دن سے میرا نام امتہ الحفیظ ہی ہے۔ اور میری بہن کا نام ’’مبارکہ‘‘ ہے۔ (یاد رہے! حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی بیٹیوں کے نام بھی، مبارکہ اور امتہ الحفیظ تھے)

ایک روز دوران گفتگو آپ نے ہمیں بتایا کہ ’’میں نے بہت لمبا عرصہ، محلہ رحمان کالونی ربوہ کی صدر ہونے کے طور پر خدمت کی توفیق پائی ہے اور شام چار بجے کے بعد میرا گھر قرآن پڑھنے والے بچوں سے بھر جاتا تھا، آپ نے بہت سے بچوں کو قرآن پڑھنا سکھایا۔ آپ فرماتیں کہ میں نے اتنا قرآن پڑھا اور پڑھایا ہے کہ اب میں بغیر دیکھے بچوں کی غلطی نکال لیتی ہوں۔ اور عمر نوے سال سے زیادہ ہونے کے باوجود آپ کی صحت بہت اچھی تھی۔ ایک روز ہمیں فرمانے لگی کہ میری ایک نصیحت یاد رکھنا، کبھی ڈائٹنگ نہ کرنا۔ انسان کا جوانی کا کھایا پیا بڑھاپے میں کام آتا ہے۔ جوانی میں تو سمجھ نہیں لگتی لیکن خوراک کی کمی سے بڑھاپے میں ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ یہاں ہمیں ان کی ایک خواب یاد آ گئی جو آپ نے ہمیں خوب مزے لے لے کر سنائی۔ وہ یہ تھی کہ ’’ایک روز میں کافی بیمار ہوگئی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب نہیں بچوں گی۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور میری چارپائی پر ایک آدمی بیٹھا ہے، میں پوچھتی ہوں کہ تم کون ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں عزرائیل فرشتہ ہوں اور تمہاری جان نکالنے آیا ہوں۔ کہتی یہ سنتے ہی میں اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی ٹھہر جا، میں تیری خبر لیتی ہوں، تو میری جان نکالے گا؟ کہتی اس پر وہ آدمی دوڑ کر باہر چلا گیا‘‘ اس خواب کو سنانے کے بعد آپ فرمانے لگی، دیکھو! موت کا فرشتہ ایسا بھاگا ہے کہ آج تک واپس ہی نہیں آیا۔ ہمیں اکثر ان کی ایک اور نصیحت بھی یاد آتی ہے کہ ’’یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کبھی بھی ظلم نہیں کرتا، بندہ ہمیشہ اپنے اوپر خود ظلم کرتا ہے۔‘‘

آپ جب ہمارے گھر تشریف لاتیں تو ہم بچوں کے ساتھ بھی ایسے گھل مل جاتیں جیسے ہماری کوئی سہیلی ہوں۔ ہم ان سے بہت بے تکلف ہو کر گفتگو کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ٹی وی کے ڈراموں کی بھی باتیں کرتے تھے، ہم حیران ہوتے تھے کہ آپ سے جس موضوع پر بھی بات کی جائے آپ اسی موضوع پر گفتگو کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں، اس سے ہمیں ایک بات سیکھنے کو ملی کہ گفتگو کرتے وقت سامنے والے کی دلچسپی کا بھی خیال رکھنا چاہئے، ہمیں معلوم تھا کہ آپ کی عمر نوے برس سے اوپر ہے ایک روز ہمیں شرارت سوجھی اور ہم نے پھپھی سے پوچھا ’’پھپھی آپ کی عمر کتنی ہے؟‘‘ تو وہ فوراً ہماری شرارت کو سمجھ گئ تو خود بھی شرارت کے انداز میں ہمیں جواب دیا ’’یہی کوئی سترہ برس‘‘ ان کے اس جواب سے ہم بہت دیر تک ہستے رہے۔

خاکسار کو ان سے اسقدر لگاؤ ہو گیا تھا کہ اپنی شادی کے بعد اپنے شوہر سے ضد کر کے ان کے گھر، ماڈل ٹاؤن لاہور ان سے ملنے گئ۔ وہاں ہم نے ان کی باتوں کی آڈیو رکاڈنگ بھی کی۔ وہاں آپ نے ایک واقعہ سنایا کہ ’’جب میری شادی ہوئی تو میرے شوہر مجھے لے کر قادیان سے ڈیرہ غازیخان چلے گئے۔ پیچھے سے میری امی اداس ہوگئیں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس میرے شوہر کی شکایت کی کہ میری بیٹی کو ایسا لے کر گیا ہے کہ واپس ہی نہیں لایا۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امی کو تسلی دی اور فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں ہم بچی کو خود لے کر آئیں گے۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ دورہ پر ڈیرہ غازیخان گئے تو واپسی میں، مجھے اپنے ہمراہ لے کر آئے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹرین کا سفر کیا۔ واپس آ کر مجھے میری امی کے حوالے کیا، اور فرمانے لگے لو! میں بیٹی لے آیا ہوں اب تو آپ خوش ہیں نا‘‘ یہ واقع سنا کر آپ خوشی سے فرمانے لگی کہ ’’میں تو اتنی خوش قسمت ہوں کہ میرا مکلاوہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ لے کر آئے تھے۔

ایک روز آپ نے ہمیں اپنی ایک ڈائری پڑھنے کو دی، اس میں آپ نے کچھ کھانوں کی تراکیب کے ساتھ ساتھ اپنی کچھ خوابیں بھی لکھی ہوئی تھی، ہمیں فرمانے لگی کہ میں اس میں ان لڑکے اور لڑکیوں کے نام بھی لکھ لیتی ہوں جن کے والدین مجھے رشتہ کی غرض سے استخارا کرنے کا کہتے ہیں اس پر ہم نے سوال کیا کہ آپ استخارہ کیسے کرتی ہیں؟ فرمانے لگیں کہ نماز عشاء کے بعد دو نفل پڑھتی ہوں، پہلی رکعت میں سورت الکافرون اور دوسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھتی ہوں۔ اور التحیات کے بعد دعا استخارہ کرتی ہوں۔ فرماتی جس روز میں کسی خاص مقصد کیلئے استخارہ کرتی ہوں، اس روز میں اس مقصد کے علاوہ کوئی دعا نہیں کرتی تا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو اشارہ ملے اس کو سمجھنے میں آسانی ہو کہ یہ اسی مقصد کیلئے ہے جس کے لئے دعا کی گئی تھی۔

ہمیں لگتا ہے کہ آپ دنیا سے بے نیاز، چلتا پھرتا نفس مطمعنہ تھیں، آپ کی وفات کے بعد خاکسار نے آپ کو خواب میں بھی دیکھا کہ جنت میں ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور ہمیں بھی آپ کے نقشے قدم پر چلاتے ہوئے آپ کی نیکیوں کو ہمیشہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

عابد محمود ۔ نمائندہ الفضل آن لائن تنزانیہ

شیانگا ریجن تنزانیہ میں تائیدات الٰہی کے چند نظارے

دنیا بھر میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضل نازل ہو رہے ہیں اور جماعت احمدیہ تیزی سے ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔الحمدللہ علی ذالک۔تنزانیہ کے شمال مغرب میں شیانگا ریجن واقع ہے جہاں مختلف دیہاتوں میں بڑی تعداد میں احمدی آباد ہیں۔اس ریجن میں 82 جماعتیں قائم ہیں اور دیگر 26 مقامات پر بھی جماعت کا پودا لگ چکا ہے۔ان میں سے اکثریت جماعتیں نومبائعین پر مشتمل ہیں جن کی تعلیم و تربیت کیلئے دورانِ سال مختلف پروگرامز منعقد کیے جاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ریجن میں تعمیراتی کاموں کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق میں بھی جماعت احمدیہ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ بلاشبہ یہ تائیدات الٰہی کے نظارے ہیں جن میں سے چند تحدیثِ نعمت کیلئے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیے جارہے ہیں۔

اس ریجن میں مکرم عمران محمود (مبلغ سلسلہ) کے ہمراہ 17 معلمین تعینات ہیں جو تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس سال 3 جماعتوں میں مساجد بنانے کی توفیق ملی جن کے نام Bukomela، Kalo اور Igunda ہیں۔ ماہِ جون میں ان مساجد کا افتتاح عمل میں

آیا۔ان مساجد کی تعمیر کے ساتھ ہی علاقہ میں جماعت کا نام پہلے سے زیادہ پھیل رہا ہے۔ اسی طرح ان تینوں دیہاتوں میں پینے کے صاف پانی کی قلت کے پیش نظر واٹر پمپس بھی نصب کیے گئے ہیں۔ ان واٹر پمپس کیلئے IAAAE کا تعاون حاصل کیا گیا۔

ماہِ جون میں تین جماعتوں Shabuluba، Mwamala اور Nhumbili میں مشن ہاؤسز کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس سے قبل ان جماعتوں میں معلمین سلسلہ کرایہ کے مکانات میں قیام پذیر تھے۔

اس کے علاوہ شیانگا ریجن میں دوران سال قرآن سیمنار اور قرآن نمائش بھی منعقد کی گئی۔ نمائش دیکھنے آنے والے تمام لوگوں کو قرآن کریم کی عظمت اسکی شان اسکی اہمیت وغیرہ کے بارے میں از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بتایا گیا نیز زائرین کو پمفلٹس بھی تقسیم کیے گئے۔ نمائش کے علاوہ Kahama شہر میں مختلف مقامات پر 5 بکس سٹال لگائے گئے جس سے ایک کثیر تعداد میں لوگوں تک پیغام پہنچا۔

امسال ماہِ جون میں ریجنل جلسہ سالانہ شیانگا ہوا جس میں مکرم امیر صاحب کے علاوہ دیگر مبلغین اور نیشنل عاملہ کے ممبران مع صدر صاحب خدام الاحمدیہ، صدر صاحب انصار اللہ اور صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے شرکت کی۔ ریجنل کمشنر کو بھی اس جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ جلسہ گاہ ریجنل صدر مقام سے کافی فاصلہ پر واقع ہے۔ چنانچہ ریجنل کمشنر نے تقریباً 200 کلومیٹر دور کا سفر کر کے اس جلسے میں شرکت کی۔ ان کے علاوہ امیگریشن آفیسر، پولیس افسران اور ریجنل سیکیورٹی کے افسران بھی شامل ہوئے۔ الحمدللہ جلسہ کی حاضری 1700 سے زیادہ رہی۔ اس جلسہ

کو لوکل میڈیا نے کوریج دی اور 2 ٹی وی چینلز نے خبر نشر کی۔ اس ریجنل جلسہ سالانہ کی وجہ سے جماعت کا مثبت تعارف قریبی ریجنز تک بھی پھیلا۔

امسال 4 ریجنل تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ اس ریجن میں اکثر احباب احمدی ہونے سے قبل غیر مسلم تھے اس لیے احمدیت قبول کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات سکھانا بہت ضروری ہے۔ اس مقصد کیلئے تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے تا کہ ایسے لوگ اور نوجوان تیار ہوں جو اپنی جماعتوں میں واپس جاکر امام بن کر نمازیں اور جمعہ پڑھا سکیں۔ الحمد للہ اب تک ان کلاسز کے ذریعے 58 خدام کو نماز سادہ، قرآن کریم کی چند سورتیں بنیادی دینی معلومات اور خطبہ جمعہ پڑھانا سکھا کر مقامی جماعتوں میں نماز اور نماز جمعہ پڑھانے کے لیے تیار کیا جاچکا ہے۔ ان میں سے 20 افراد نے قرآن کریم ناظرہ بھی مکمل پڑھ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضلوں کے نظاروں کو مزید بڑھاتا چلا جائے اور نومبائعین کی یہ جماعتیں ایمان و ایقان میں ترقی کرتی چلی جائیں۔ آمین

محمد کولمبس خاں۔ جرمنی

تقریبِ رونمائی کتاب

”حیات محمدؐ دیاں سچیاں گلاں“

مورخہ 12 جولائی 2022 کو پنجابی شاعر مکرم حیات محمد صاحب مرحوم آف کلسیاں ضلع شیخوپورہ کی کتاب ”حیات محمد دیاں سچیاں گلاں“ کی تقریبِ رونمائی ہمبرگ میں منعقد ہوئی۔ پچاس سال قبل اِن کی پہلی کتاب بھی اسی نام سے طبع ہوئی تھی جس کا پیش لفظ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہدؔ مورخ احمدیت نے تحریر فرمایا اور کتاب کا نام مکرم صوبیدار ملک شرافت احمد صاحب مرحوم کارکن وقف جدید نے تجویز کیا تھا۔

موجودہ ایڈیشن میں ان کا مکمل کلام ان کے چھوٹے بیٹے مکرم محمد امین خاں صاحب آف ہمبرگ نے مرکز سے باضابطہ اجازت لے کر پرنٹ کیا ہے۔ کتاب کی تقریبِ رونمائی میں علاوہ دیگر مہمانان کرام کے مربی سلسلہ ہمبرگ مکرم مولانا لئیق احمد صاحب منیرؔ، لوکل امیر ہمبرگ مکرم شاہد محمود صاحب بھی شامل ہوئے اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ کی شاعری کا حقیقی موضوع تبلیغ احمدیت ہے۔ کلام کے آغاز میں حمد و نعت کے بعد ”سی حرفی“ ”الف“ سے لیکر ”ی“ تک تحریر کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور خلفاء سے محبت، اختلافی مسائل کے علاوہ مخالفین

احمدیت کو مخاطب کر کے نظمیں لکھیں ہیں۔

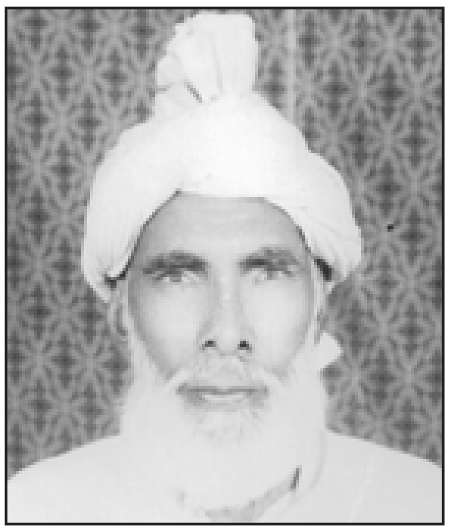

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 1963 میں استخارہ کے بعد ایک رویا کے نتیجہ میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ آپ 1990 میں اپنے بچوں کے پاس جرمنی آگئے اور 1995 میں قریباً نوّے سال کی عمر میں ہمبرگ میں وفات پائی اور ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو رُوبرو نظمیں سنانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لنڈن میں سوال و جواب کی ایک محفل میں تعلق باللہ کے ضمن میں آپ کا تعارف بیان کر کے آپ کی رویا اور کشوف کا ذکرِ خیر فرمایا۔ بعد از تقریب مہمانان کرام کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں۔

آپ کے مورخہ 21 جولائی 2022ء کے اداریہ پر ایک شعر اور سائنسی ثبوت پیش خدمت ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

Newton's Second law of Motion:Forces always act in equal but opposite reaction,
or in simple words;
For every action there is an equal but opposite reaction.

• مکرم وقار بھٹی لکھتے ہیں۔

ماشاء اللہ ! مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں الفضل کی تاریخ پڑھ کر ایسا لگا جیسے اس اخبار کی خدمت کے لئے ایک نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ عزیزم قاسم محمود مربی سلسلہ کا تقرر مبارک فرمائے اور آپ کو، آپ کی ٹیم کو خلیفۂ وقت کا حقیقی سلطان نصیر بنائے۔ آمین۔

• مکرم منیر مسعود لکھتے ہیں۔

مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں کیا پیارے رنگ میں تاریخ الفضل کو کوزے میں سمویا گیا ہے۔

• مکرم ذیشان محمود۔ سیرالیون سے لکھتے ہیں۔

مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں الفضل کی تاریخ کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ انتہائی معلوماتی اور یاد رکھنے کے قابل مضمون ہے۔ کئی بار گلدستہ علم و ادب میں شائع شدہ مضامین کے حوالہ جات کی ضرورت پڑی ہے۔ کیا گلدستہ کے شمارے کہیں دستیاب ہیں؟ جیسے الفضل ربوہ کے آن لائن میسر ہو رہے ہیں؟

فقہی کارنر

حفاظت الٰہی کا سر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اس طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں خدا ان کو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں خود گرنا چاہتا ہے اسے تو خدا آگ سے بچاتا ہے اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ اسلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آوے اس کا انکار نہ کرے۔ اگر آنحضرت ﷺ اپنی عظمت کی فکر میں خود لگتے تو وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سر ہے۔‘‘

(الحکم نمبر 44 جلد 6 مؤرخہ 10 دسمبر 1902ء صفحہ 9)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک تصحیح

بعض دوست مضامین کمپوز کرتے وقت ’’اور‘‘ سے قبل Comma یا dash لگا دیتے ہیں جو غلط ہے۔ ’’اور‘‘ کا لفظ سابقہ فقرہ کو اگلے فقرہ سے ملا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے تسلسل ضروری ہے نہ کہ، یا۔ سے فقرہ کو منقطع کر کے دوسرے فقرہ سے جوڑنا۔ بعض دوست Punctuations کا بلا دریغ استعمال کرتے ہیں۔ تحریر کو سادہ رکھنا چاہئے۔

ایڈیٹر

ایک سبق آموز بات

باعمل داعی الی اللہ

داعی الی اللہ بننے کی پہلی شرط پہلے خود باعمل مسلمان بننا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی بار ہا ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے اپنی حالتوں کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ تبلیغ وہ انسان ہی کر سکتا ہے جو پہلے خود برائی سے دور رہنے کی حتی الامکان عملی کوشش کرتا ہے اور عمدہ اخلاق کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ صرف فلائرز پھینکنے سے تبلیغ جیسی اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوا جا سکتا۔ پہلے اپنا جائزہ لینا اور نزدیکی حلقۂ احباب میں اپنے اخلاق اور کردار سے متاثر کرتے ہوئے بہترین داعی الی اللہ بننے کی مثال قائم کرنا بہت ضروری امر ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

12/اگست 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:37	18:53
مدینہ منورہ		04:31	18:58
قادیان		04:22	19:16
ربوہ		04:02	18:55
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:15	20:31